غیر مقلدین کے طریقہ نماز جنازہ سے متعلق

سوال گندم جواب چنا

وکیل احناف، استاذ العلماء، قدوۃ الصلحاء

مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی حفظہ اللہ

مؤلف کی تالیفات

الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی
تبلیغی جماعت کا شرعی مقام
حقیقی نظریات صحابہ
معیار صداقت
تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب
تبلیغی جماعت اور علماء عرب
عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث
اسلام کے نام پر ہوی پرستی
منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں
شان ابی حنیفہ رحمہ اللہ در احادیث شریفہ
تحقیق المسئلتین
غیر مقلدین عوام غیر مقلدین علماء کی نظر میں
روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار
البرھان القوی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ کی آپس میں محبت وعقیدت

جمع الروایات فی اثبات الدعا بعد المکتوبات
جہاد نفس
زبدۃ التحقیقات فی اثبات الدعاء بعد المکتوبات
عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم
تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت
سوال گندم جواب چنا
ھو الکذاب
عتیق الرحمٰن کی قلابازیاں (زیر طبع)
نماز جنازہ میں مسنون دعاء (زیر طبع)
شان سیدنا ابی سفیان
مسنون تراویح (زیر طبع)
عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام (زیر طبع)
مقالات تونسوی
مجموعہ سوالات وجوابات

مکتبہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور
Cell Number: 0300 7809356

غیر مقلدین کے طریقہ نماز جنازہ سے متعلق

سوال گندم جواب چنا

وکیل احناف، استاذ العلماء، قدوۃ الصلحاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک غیر مقلد سے چند سوالات

از ابو احمد نور محمد قادری تونسوی.................. بنام محترم حافظ عبدالوکیل صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گذارش ہے کہ آپ نے بتاریخ 23 ذیقعدہ 1423ھ بمطابق 27 جنوری 2003 بروز سوموار بمقام ہائی سکول لیاقت پور بعد نماز عصر ایک ساتھی کی نماز جنازہ پڑھائی لیکن جس ترتیب وطریقہ سے آپ نے اسے ادا کیا وہ ہم جیسے لوگوں کے لیے بالکل ایک نئی چیز تھی اس لیے چند امور وضاحت طلب ہیں امید ہے کہ جواب باصواب سے نوازیں گے اور محسوس بھی نہیں فرمائیں گے۔

سوال(1): نماز جنازہ کا وقت مقررہ شام پانچ بجے تھا، جنازہ وقت سے چند منٹ پہلے ہی مقام نماز جنازہ پر پہنچ گیا اور پانچ بجنے سے پانچ منٹ پہلے آپ نے خطبہ وبیان فرمایا جس میں آپ نے کہا کہ نماز جنازہ بلا تاخیر پانچ بجے پڑھی جائے گی لیکن آپ نے بیان کو خوب طول دیا تقریبا دس منٹ تاخیر کر دی۔ وضاحت طلب امر یہ ہے کہ بلا تاخیر کا وعدہ فرما کر تاخیر کرنے کی قرآن وحدیث کی رو سے حیثیت واضح فرمائیں؟؟؟

سوال(2): آپ نے بیان فرمایا کہ نماز جنازہ سراً وجہراً دونوں طریقوں سے جائز ہے البتہ ہم جہراً پڑھیں گے۔ محترم مولانا! کیا کسی صحیح حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ نماز جنازہ دونوں طریقوں سے یعنی سراً (آہستہ آواز سے) اور جہراً (اونچی آواز سے) جائز ہے؟

سوال(3): اگر یہ بات حدیث صحیح سے ثابت ہے تو آپ نے سراً والی حدیث کو چھوڑ کر جہراً والی حدیث کو کیوں اختیار کیا؟ کیا آپ نے ایسا قیاس کی بنیاد پر کیا؟ یا اس

بارے میں بھی آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جس کی وجہ سے آپ نے جہراً کو اختیار فرمایا؟

سوال (4): کیا ائمہ اربعہ معروفہ میں سے کسی امام صاحب رحمہ اللہ کا معمول بھا مسلک یہ ہے کہ نماز جنازہ جہراً پڑھا جائے؟ شیعہ مذہب والے نماز جنازہ جہر سے پڑھتے ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل آپ کے نزدیک صحیح ہے؟ حرمین شریفین میں نماز جنازہ سرا ہوتا ہے یا جہراً؟

سوال (5): آپ نے جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد کچھ وقفہ کیا پھر بسم اللہ......الخ پڑھ کر جہر کیا۔ کیا آپ نے اس وقفہ میں کچھ پڑھا یا ویسے خاموش رہے اگر کچھ نہیں پڑھا ویسے ہی خاموش رہے تو اس خاموشی والے وقفہ کو حدیث صحیح سے ثابت کریں اگر آپ نے کچھ پڑھا تو بتائیں، کیا پڑھا؟ جو کچھ پڑھا اس کو حدیث صحیح سے ثابت کریں؟ ساتھ ساتھ یہ بھی حدیث سے ثابت کریں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو تکبیر اولیٰ کے بعد جو کچھ پڑھنا ہے اسے آہستہ پڑھیں، بسم اللہ اور اس کے بعد جہر کریں بہرحال بسم اللہ سے پہلے آپ نے جو کچھ کیا اور جس طرح کیا اس کو حدیث شریف سے ثابت کریں؟

سوال (6): آپ نے بسم اللہ پڑھ کر جنازہ میں قراۃ شروع کی حالانکہ قرآن میں ہے **اذا قرأت القرآن فاستعذ بالله** آپ نے اس حکم قرآنی کو کیوں نظرانداز کیا؟ اگر آپ نے **اعوذ بالله**......**الخ** پڑھی لیکن آہستہ، تو کیا قرآن وحدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ نماز جنازہ میں **اعوذ بالله**......**الخ** آہستہ اور **بسم الله**......**الخ** اونچی آواز سے پڑھو حدیث میں نماز جنازہ کا لفظ ہو؟

سوال (7): اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کی نماز جنازہ میں **اعوذ بالله** آہستہ اور **بسم الله** اونچی آواز سے پڑھی ہو تو اس کا نام بتائیں؟

سوال (8): کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں قرات قرآن فرماتے

تھے؟ صحیح حدیث سے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل ثابت کریں اور کسی کا قول پیش نہ کریں؟

سوال (9): کسی صحابی کے جنازہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھی اور جہر کیا؟ ایسی صحیح حدیث ہو جس میں نماز جنازہ کی تصریح ہو اور جہر کی بھی تصریح ہو؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی بھی تصریح ہو اور کسی کا قول نہ ہو بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور صحیح حدیث ہو۔

سوال (10): آپ نے پہلی تکبیر کے بعد قرأت یعنی فاتحہ وسورۃ اخلاص پڑھی۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے یہ عمل ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھی یعنی تکبیر اول کے بعد کی تصریح ہو۔

سوال (11): آپ نے بقیہ تکبیروں کے بعد کسی قسم کی قرات قرآن نہیں کی نہ فاتحہ نہ غیر فاتحہ کی! کیا بقیہ تکبیروں کے بعد قرات نہ کرنا بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے؟

سوال (12): آپ نے جنازے سے پہلے والے بیان میں فرمایا کہ جس شخص کو دعائیں یاد نہ ہوں وہ امام کی دعاؤں پر آمین کہتا رہے۔ کیا آپ کی یہ بات حدیث صحیح سے ثابت ہے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقتدی نماز جنازہ میں امام کی دعاؤں پر آمین کہتے رہیں حدیث میں نماز جنازہ کی تصریح ہو اور فیصلہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کسی دوسرے کا قول پیش فرمانے سے گریز کریں!!!

سوال (13): جن مقتدیوں کو نماز جنازہ کی دعائیں یاد ہوں کیا وہ اپنی دعائیں پڑھیں یا امام صاحب کی دعاؤں پر آمین کہتے رہیں یا دونوں کو جمع کریں؟ بہرحال! جو حکم بھی صادر فرمائیں ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے دیں نہ تو قول پیش کریں اور نہ ہی قیاس!

سوال (14): امام صاحب سپیکر پر زور زور سے قرات اور دعائیں پڑھ رہا ہے تو کیا

مقتدی اس پُر زور آواز میں امام کے پیچھے قرات، دعا وغیرہ کیسے پڑھے؟ امام کے ساتھ ساتھ پڑھے؟ یا امام کے بعد بعد پڑھے؟ امام مقتدیوں کی قرات کے لیے وقفہ کرے یا نہ؟ یا مقتدی آزاد ہے خواہ آگے ہو جائے یا پیچھے ہو یا ساتھ ساتھ رہے؟ بہر حال! مقتدی کے لیے جو حکم بھی ہو وہ صحیح حدیث سے ثابت کریں! قیاس اور غیر نبی کا قول نہ ہو۔ قال اللہ ہو یا قال الرسول ہو ان کے علاوہ تیسری چیز نہ ہو۔

سوال (15): کہیں حدیث میں یہ ثابت ہے کہ امام نماز جنازہ میں قرات، درود اور دعائیں اونچی آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ پڑھیں کیونکہ آپ نے یہ سب کچھ جہر سے کیا اور مقتدیوں نے یہ سب کچھ آہستہ کیا۔ امام مقتدیوں کے لیے الگ الگ عمل حدیث سے ثابت فرمائیں!!!

سوال (16): آپ کی زوردار آواز کی وجہ سے جو لوگ نماز جنازہ میں کچھ بھی نہیں پڑھ سکے ان کی نماز جنازہ ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو گناہ کس پر ہے؟ اگر ہو گئی تو حدیث سے ثابت کریں کہ بغیر پڑھے نماز جنازہ کیسے ہوئی؟

سوال (17): نماز جنازہ کے اندر کتنی چیزیں فرض؟ کتنی واجب؟ کتنی سنت اور کتنی مستحب ہیں؟ سب کچھ حدیث صحیح سے ثابت کریں!!

سوال (18): نماز جنازہ میں آپ نے بلند آواز سے تکبیریں کہیں جبکہ آپ کے مقتدیوں نے آہستہ کہیں۔ کیا حدیث سے ثابت ہے کہ امام بلند آواز سے تکبیر کہے اور مقتدی آہستہ؟؟؟

سوال (19): آپ نے نماز جنازہ کا سلام اونچا کیا اور آپ کے مقتدیوں نے آہستہ کہا کہ امام اور مقتدیوں کا یہ فرق حدیث صحیح سے ثابت ہے؟

سوال (20): آپ نے نماز جنازہ میں ایسی دعائیں پڑھی ہیں جن میں مذکر اور

مونث دونوں ضمیر ہیں مثلاً آپ نے یہ دعا پڑھی **اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه** اور یہ دعا بھی پڑھی **اللھم انت ربھا وانت خلقتھا وانت ھدیتھا للاسلام** سوال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مرد یا عورت کے جنازہ میں مذکر اور مونث کی ضمیروں کو جمع فرمایا ہے؟ کس صحابی کا جنازہ تھا جس میں یہ سب دعائیں اللہ تعالیٰ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع فرمائیں اور مذکر اور مونث کا فرق نہ کیا؟

سوال (21): اگر زیادہ سوالوں کو محسوس فرمائیں تو صرف ایک سوال کا جواب مرحمت فرمائیں کہ جس طریقہ یا جس ترتیب سے آپ نماز جنازہ پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں اور اس میں جو کچھ پڑھتے ہیں اور جس طرح پڑھتے ہیں ان سب کو صحیح حدیث سے ثابت کریں قال اللہ، قال الرسول کے دو اصول چھوڑ کر اقوال، قیاس اور الزامی جوابات کی طرف جانے کی زحمت نہ اٹھائیں۔ بینوا توجروا

السائل

ابو احمد نور محمد قادری تونسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین وبعد!

مورخہ 18اپریل2004ء کو ایک دوست کے بدست ایک سوالنامہ بعنوان (ایک غیر مقلد سے چند سوالات از مولانا نور محمد تونسوی) موصول ہوا اور انہوں نے جواب کا ازحد اصرار کیا تو ہم نے حالات کے پیش نظر تونسوی صاحب کے لیے بالخصوص اور مقلدین حنفی عوام کے لیے بالعموم جواب دینا انتہائی مناسب سمجھا۔سائل تونسوی صاحب چونکہ مذہبا دیوبندی معلوم ہوتا ہے لہٰذا مسائل جنازہ کی وضاحت سے قبل نومولود فرقہ دیوبندیہ کے عقائد کی توضیح انتہائی قرین قیاس ہوگی۔کیونکہ عقیدہ ہی حقیقت کفرواسلام کی اصل واساس ہے۔

اکابرین آل دیوبند کا عقیدہ:

1867ء میں پیدا ہونے والے نومولود فرقہ دیوبندیہ کے اکابرین کا گمراہ کن عقیدہ ملاحظہ فرمائیں!!!

1: رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم مشکل کشا ہیں۔

(کلیات امدادیہ از امداداللہ دیوبندی ص91)

2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں۔

(کلیات امدادیہ ص103 تعلیم الدین از اشرف علی تھانوی دیوبندی ص171،سلاسل طیبہ از حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی ص23)

3: خواجہ محمد عثمان مشکل کشا ہیں۔

(فیوضات حسینی از عبدالحمید سواتی دیوبندی 68)

4: جناب امداداللہ مکی دیوبندی اپنے پیشوا منصور حلاج صوفی کا قول نقل کرتے ہیں:

''میں ہی خدا ہوں۔''

(ضیاء القلوب از امداد اللہ دیوبندی ص 81)

5: جناب حضرت مولانا زکریا تبلیغی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عاجزوں کی دستگیری اور بے کسوں کی مدد فرماتے ہیں۔''

(فضائل درود از تبلیغی دیوبندی ص 121، تبلیغی نصاب 806)

6: جناب زکریا تبلیغی دیوبندی فرماتے ہیں:

میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

(فضائل درود از تبلیغی دیوبندی ص ۷، تبلیغی نصاب 791)

7: جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے مرشد امداد اللہ دیوبندی کا وصیت نامہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کر میری امداد اللہ وقت ہے امداد کا۔''

(تعلیم الدین از اشرف علی تھانوی دیوبندی ص 178)

8: جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں:

''بزرگوں کے توسل سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔''

(تعلیم الدین ص 172)

9: جناب مناظر احسن گیلانی دیوبندی کہتے ہیں:

''بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں۔''

(سوانح قاسمی، ج 1 ص 332)

10: جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں:

مردوں کی زیارت کرنا اور ایصال ثواب کرنا اور اگر کوئی صاحب

نسبت ہوان سے فیوض لینا یہ سب اچھی باتیں ہیں۔

(تعلیم الدین ص 138)

جواب نامہ کی طوالت کے پیش نظر انہی عقائد پہ اکتفا کرتے ہیں ورنہ اس طرح بے شمار شرکیہ عقائد اکابرین آل دیوبند میں موجود ہیں لیکن تقلیدی دیوبندی عوام کے لیے بالعموم اور تونسوی دیوبندی صاحب کے لیے بالخصوص اتنے ہی شرکیہ عقائد کافی وشافی ہوں گے۔

یہاں پر یہ بات واضح کرنا انتہائی ضروری ہے کہ اہلحدیث کے چار دلائل شرعیہ ہیں (قرآن، حدیث، اجماع واجتہاد) اصل ماخذ قرآن وحدیث ہی ہیں جن کو مصادر اصلیہ اور اجماع واجتہاد کو قرآن وحدیث نے ماننے کا حکم دیا لہٰذا قرآن وحدیث کے ماننے میں ان کا ماننا خود بخود آجاتا ہے اس لیے ان کو مصادر تبعیہ کہتے ہیں جیسا کہ امام اہل حدیث شیخ الاسلام المحدث، الفقیہ عبداللہ غازی پوری (1260، 1337ء) لکھتے ہیں:

> ''واضح رہے کہ ہمارے مذہب کی اصل واصول صرف اتباع کتاب وسنت ہے اس سے کوئی نہ سمجھے کہ اہلحدیث کو اجماع امت وقیاس شرعی سے انکار ہے کیونکہ جب یہ دونوں کتاب وسنت سے ثابت ہیں تو کتاب وسنت کو مانتے ہیں ان کا ماننا آگیا۔''

(ابرار اہلحدیث والقرآن ص 32)

یہاں پر یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ اجماع امت سے مراد جاہل وتقلیدی امت نہیں بلکہ صحیح العقیدہ علماء مراد ہیں، جیسا کہ جناب محمد حسین نیلوی مماتی دیوبندی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ

> ''مقلدین اجماع سے خارج ہیں۔''

(ندائے حق ج 2 ص 399)

یعنی مقلدین دیوبندیوں کی دلیل کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو صرف قول امام کا

ہی پابند بناتے ہیں، لکھتے ہیں:

''ورنہ مقلد کے لیے صرف قول امام ہی حجت ہوتا ہے۔''

(ارشاد السار ی ج1 ص288)

نیز فرماتے ہیں:

''اس لیے کہ ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لیے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلّہ اربعہ (قرآن وحدیث اجماع اور اجتہاد) کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔''

(ارشاد القاری ج1 ص402)

جب مقلد کے لیے ادلہ اربعہ دلیل نہیں ہیں ان سے استدلال کرنا وظیفہ مجتہد ہے اور اس کی دلیل صرف قول امام ہی ہے کہ تو کتاب وسنت کی دلیل کا مطالبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ پھر جب مقلدین دیوبندیوں کے لیے صرف قول امام ہی اصل دلیل ہے تو وہ قرآن مجید ہمارے امام اعظم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، اجماع امت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار کی قدر و قیمت کیا جانیں؟

پھر حیران کن بات یہ ہے کہ اکابرین آل دیوبند نے عقیدہ میں امام ابوحنیفہ کے عقیدے سے برأت کا اعلان کیا ہے جیسا کہ جناب محمد یوسف لدھیانوی شہید صاحب لکھتے ہیں:

''دیوبندی بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے اس لیے یہ دونوں فریق ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کو امام ومقتدا مانتے ہیں تصوف وسلوک میں دونوں فریق اولیاء اللہ کے چاروں سلسلوں قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی سے بیعت کرتے اور کراتے ہیں۔''

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص38)

جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

''ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمداللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ کے اور اصول واعتقادات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کے۔''

(المہند علی المفند المعروف عقائد علماء دیو بند ص 29)

سوال یہ ہے کہ اصول واعتقادات میں امام صاحب کی تقلید ترک کر کے دوسرے دوانسانوں کی تقلید کیوں کی گئی ؟ اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ یہ حضرات امام صاحب کے عقیدہ کو درست تسلیم نہیں کرتے ورنہ دوسروں کی تقلید کرنے کی ضرورت کیا تھی ؟ پھر کہنا بجا ہے کہ جس کے اصول واعتقادات صحیح نہ ہوں اس کے فروعات کا اعتبار کیسے کیا جائے ؟

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ:

سائل نے نماز جنازہ کے مسنون طریقہ کار کے متعلق سوال کیا ہے تو اتفاقی چیزوں پہ وقت صرف کرنے کی بجائے صرف اختلافی چیزوں کا تذکرہ کرنا ہی مناسب ہے لہٰذا ایک ہزار بار جنازہ کا ثبوت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے جس پر کوئی اختلاف نہیں اس کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے جو دیوبندی حضرات بھی پڑھتے ہیں۔ بعد از قرأت شروع ہوتی ہے جس سے قبل (اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم) پڑھا جاتا ہے جس کی دلیل قرآن مجید کی آیت (فاذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ) کے عموم سے اخذ ہوتی ہے کہ جب بھی قرآن تلاوت کیا جاتا ہے تو شروع میں یہ پڑھنا چاہیے

دوسری دلیل یہ ہے کہ سیدنا سعید الخذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول قبل القرأۃ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہ بے شک رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھا کرتے تھے۔“

(مصنف عبدالرزاق ج2 ص86 والاوسط لابن المنذر)

پھر چونکہ یہ آہستہ پڑھی جاتی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ ابووائل فرماتے ہیں:

” قال کانوا یسرون التعوذ والبسملة فی الصلوة رواہ سعید بن منصور فی سننه وقال النیموی الحنفی اسنادہ صحیح .“

(آثارالسنن ص96)

کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اعوذباللہ اور بسم اللہ کو نماز میں آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے بعدازاں سورہ فاتحہ اور کوئی ایک سورت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے جس کی دلیل: سنن النسائی ج4 ص45 میں مروی ہے:

”عن طلحة بن عبداللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس رضی اللہ عنه علی الجنازة فقراء وفاتحة الکتاب وسورة وجھر حتی اسمعنا فلما فرغ اخذت بیدہ فسا لته فقال سنة و حق.“

جب کہ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

” لتعلموا انھا سنة .“

کہ طلحہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک نماز جنازہ ادا کی تو انہوں نے سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ بلند آواز سے پڑھی یہاں تک کہ ہم نے سنی پس جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سوال کیا کہ آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کے پیغمبر کی برحق سنت ہے اس حدیث پہ تبصرہ کرتے ہوئے ہوئے ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی

حنفی لکھتے ہیں کہ

" هذه الصيغة عندهم حكمها الرفع "

(التعلیق علی السنن النسائی ج4 ص75)

کہ سنت کے صیغہ سے محدثین مرفوع مراد لیتے ہیں۔

مزید مسنون طریقہ نماز جنازہ کی تفسیر دوسری ایک حدیث بھی راویت ہے:

" قال ابو امامة بن سعال بن حنيف و كان من كبراء الانصار علمائهم و ابناء الذين شهدوا بدرا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبره رجال من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فى الصلاة على الجنازه ان يكبر الامام ثم تقرأ بام القرآن ثم تصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ويخلص الدعاء للميت ولا تقرا الا فى التكبيرة الاولىٰ ثم يسلم فى نفسه عن يمينه بلکہ سند کے ساتھ الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ السنة فى الصلاة على الجنازة ان تكبر، ثم تقرأ بام القرآن، ثم تصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم تخلص الدعاء للميت...... الخ"

(المستدرک للحاکم ج1 ص53 المنتقی لابن الجارود ص242 مصنف عبدالرزاق ج3 ص489)

کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ جو انصاری علماء میں سے ایک بڑے عالم تھے اور بدر کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کی نماز جنازہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے تکبیر کہی جاتی ہے پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے پھر میت کے لیے مخلص ہو کر دعا کی جاتی ہے اور صرف پہلی تکبیر کے بعد قرات ہوتی ہے دائیں طرف سلام آہستہ سے پھیر دیتے۔

نوٹ: محمد امین صفدر اکاڑوی دیوبندی کے بقول وحید الزمان، نواب صدیق، نور الحسن، ثناء اللہ امرتسری، محمد حسین بٹالوی اور سید نذیر حسین محدث کی کتابیں بالاتفاق اہلحدیث عوام اور علماء کے لیے متروک ہیں۔

(مجموعہ رسائل ج1 ص25)

لہٰذا ان کی نسبت کے حوالہ جات جو بھی ہمارے خلاف پیش کرے گا وہ متروک ہوگا۔

دس سوالات:

جناب تونسوی دیوبندی صاحب سے 10 سوالات بطور قرض ہیں۔

1: امام ابوحنیفہ سے نماز جنازہ کا طریقہ باسند صحیح ثابت کریں؟

2: باسند صحیح امام صاحب سے نماز جنازہ سراپڑھنا ثابت کریں؟

3: امام صاحب سے باسند صحیح امام کا اونچی آواز سے تکبیرات، سلام اور مقتدیوں کے لیے آہستہ کہنا ثابت کریں؟

4: امام صاحب سے مطلق طور پر کسی مسلمان پہ نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت باسند صحیح پیش کریں؟

5: باسند صحیح امام صاحب سے نماز جنازہ کی سنتیں فرائض اور مستحبات کی تقسیم ثابت کریں؟

6: باسند صحیح امام صاحب سے جہری نماز جنازہ کی نفی ثابت کریں؟

7: امام صاحب سے باسند صحیح ثابت کریں کہ انہوں نے کہا ہو کہ میری تقلید کرو؟

8: امام صاحب سے باسند صحیح ثابت کریں کہ فروعات میں میری تقلید کرو؟ عقائد میں میری تقلید چھوڑ کر ابوالحسن اشعری اور ابومنصور ماتریدی کی تقلید کرو؟

9: کسی ثقہ امام سے باسند صحیح امام ابوحنیفہ کا ثقہ ہونا ثابت کریں؟

10: رشید احمد گنگوہی دیوبندی جو اپنے بارے میں کہا کرتے تھے:

''میں جھوٹا ہوں۔''

(فضائل صدقات ص557)

قاسم نانوتوی جو اپنے بارہ میں کہا کرتے تھے:

''میں بے حیا ہوں اس لیے وعظ کہہ دیتا ہوں۔''

(ارواح ثلاثہ)

اور کہتے تھے:

''میں نے صریح جھوٹ اسی دن بولا۔''

(ارواح ثلاثہ)

سے نکاح ہوا تھا جیسا کہ تذکرۃ الرشید میں ج 2 ص 289) ہے۔تونسوی دیوبندی صاحب اس نکاح کی شرعی حیثیت بیان کریں؟ **تلک عشرة کاملة** دس سوال ہیں ہم جواب کے منتظر رہیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون. والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلیٰ آله واصحابه واتباعه الی یوم الدین وبعد یوم الدین .

امابعد: بندہ عاجز ابواحمد نور محمد قادری تونسوی اپنے ہم مسلک بھائیوں کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ 23 ذیقعدہ 1423ھ بمطابق 27 جنوری 2003ء بروز سوموار بندہ عاجز نے ایک غیر مقلد مولوی حافظ عبدالوکیل خانپوری کو نماز جنازہ پڑھاتے دیکھا۔ بندہ عاجز نے زندگی بھر نماز جنازہ کی یہ ترکیب وصورت نہیں دیکھی تھی اور کئی دفعہ یہ بات سن رکھی تھی کہ غیر مقلدین مدعی ہیں کہ ہم عامل بالحدیث ہیں اور ہم ہر کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی حدیث کے مطابق کرتے ہیں اور کسی کی بات نہیں مانتے ، اکثر ان کے جلسوں وغیرہ میں یہ نعرہ لگتا ہے: اہلحدیث کے دو اصول؛ قال اللہ وقال الرسول۔

چنانچہ بندہ عاجز کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ نماز جنازہ پڑھانے والے امام صاحب کی خدمت میں چند سوالات لکھ کر وہ احادیث مبارکہ معلوم کروں جن سے نماز جنازہ کی یہ ترکیب وشکل وصورت ثابت ہوتی ہو۔ چنانچہ اکیس سوال لکھ کر امام موصوف کی خدمت میں بھیجے ساتھ ایک جوابی لفافہ بھی روانہ کیا لیکن عرصہ ایک سال چار ماہ ہونے کو آ گئے ، مجھے جواب نہ ملا۔ دوست احباب نے مجھ سے اس سوال نامہ کی کئی فوٹو کاپیاں حاصل کی اوران کو اپنے اپنے علاقہ میں عام کیا پر کسی طرف سے بھی اس کا جواب ندارد۔ بالآخر میرا یہ سوال نامہ ماہنامہ الخیر ملتان بابت ماہ جمادی الاولیٰ میں شائع ہوا اور نا معلوم کہاں کہاں پہنچا الخیر میں اپیل کی گئی کہ کوئی غیر مقلد ان سوالوں کے جواب دے لیکن کہیں سے

جواب نہ آیا کچھ دن پہلے ایک ساتھی نے بندہ عاجز کے پاس ایک فوٹو کاپی بھیجی جو کہ پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کے ان سوالوں کے جواب ہیں جو کہ آپ نے آج سے تقریباً ایک سال چار ماہ قبل نماز جنازہ کی ترکیب کے متعلق غیر مقلدین سے کیے تھے اس فوٹو کاپی کے سرورق پر شہ سرخی میں یہ نام درج تھا ''دیوبندی پروپیگنڈہ اور نماز جنازہ کا مسنون طریقہ'' جواب لکھنے والے کا نام الطاف الرحمٰن الجوہر آف چکوال لکھا تھا۔

اور......میں مایوس ہوگیا:

اولاً تو دل خوش ہوگیا کہ حدیث کے مدعیوں سے حدیث مل گئی حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک آ گیا اگرچہ کافی عرصہ بیت گیا...... بہرحال! حدیث تو آ گئی لیکن جب اس کو پڑھا تو سخت مایوسی ہوئی کہ پورے پانچ صفحاتی پمفلٹ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحیح حدیث بھی درج نہیں، جس سے ثابت ہو کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک صحابی کی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ پڑھی ہو اور جہر بھی کیا ہو ۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے عمل سے نہ فاتحہ ثابت کی نہ کوئی اور سورۃ، نہ ہی جہر ثابت کیا گیا۔ جناب جوہر صاحب نے تو میرے سوالات کو ہاتھ بھی نہیں لگایا حالانکہ سوالات کے آخر میں لکھا ہوا ہے: ''صحیح حدیث سے ثابت کریں قال اللہ و قال الرسول کے دو اصول چھوڑ کر اقوال فقہاء، قیاس اور الزامی جوابات کی طرف جانے کی زحمت نہ اٹھائیں۔''

جوہر صاحب بے حوصلہ ہو گئے:

اگر جوہر صاحب میرے تمام سوالات حوصلہ سے پڑھ لیتے تو ایسے جواب سے باز رہتے کیونکہ سائل ؛اللہ کے رسول کی صحیح حدیث کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کا سوال غلط بھی نہیں، اہلحدیث ہونے کے دعویٰ داروں سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال کرنا کوئی جرم وقصور تو نہیں ہے کہ سائل کو ڈانٹا جائے اس پر غصہ کی بھڑاس نکالی جائے اور اس کو

شرک وکفر کے طعنے دیے جائیں! حدیث کے سوال پر اتنا غصہ اور اتنی ناراضگی کم از کم ایک اہلحدیث کو قطعا زیب نہیں دیتی!

تو پھر ان میں کیا تھا؟

پھر آپ پوچھیں گے اگر جوہر صاحب نے جواب میں احادیث صیحہ نہیں لکھیں تو آخر پانچ صفحات پر کیا لکھا ہے گذارش ہے کہ تین صفحات میں تو انہوں نے علماء اہل السنّت والجماعت دیوبند پر غم وغصہ کو نکالا ہے ان پر شرک وکفر کے الزامات عائد کیے ہیں اور طعن وتشنیع کی ہے، اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے گری ہوئی باتوں کی بھر مار ہے پھر صرف ایک صفحہ پر نماز جنازہ کا مسنون طریقہ کا عنوان دے کر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے اقوال علماء اور اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نماز جنازہ میں فاتحہ اور ضم سورۃ ثابت کرنے کی کوشش کی پھر پانچویں صفحہ پر مجھ سے دس سوال کیے ہیں۔

سائل پوچھتا ہے کہ نماز جنازہ کی ترکیب اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صیحح حدیث سے ثابت فرمایئے!! جواب میں بزرگوں امتیوں وغیرہ غیر معصوم لوگوں کے اقوال پیش کیئے جاتے ہیں اسی کو دانش مند لوگ کہتے ہیں ''سوال گندم؛ جواب چنا''

سوال گندم اور جواب چنا:

حدیث کے مدعیو! آپ کے پاس اگر نماز جنازہ کی ترکیب کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ صیحہ نہیں ہیں تو صاف لفظوں میں اقرار کرو کہ ہمارے پاس اس مسئلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل اور اسوۂ حسنہ نہیں اس لیے ہم ائمہ اور صحابی کے قول سے استدلال کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں ان کی تقلید کرتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن حدیث کے نام پر دھوکہ مت دو! جب آپ اعتراف فرمالیں گے کہ ہمارے پاس صیحح حدیث نہیں ہے بلکہ غیر معصوم کے اقوال ہیں تو ہم خود بخود حدیث

کا مطالبہ چھوڑ دیں گے۔ بھائیو! سوال گندم جواب چنے والی بات کا ہونا جیسا کہ آپ نے کیا کہ ہمارے سوالات کچھ اور تھے اور جوابات میں آپ نے کچھ اور ارشاد فرمایا ایسا کرنا ایک نامعقول حرکت ہے۔

جوہر صاحب کا جواب قرآن وحدیث کے خلاف ہے:

جوہر صاحب کا جواب قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ بندہ عاجز کا مؤدبانہ اور مہذبانہ سوال تھا کہ نماز جنازہ کی ترکیب اور شکل وصورت صحیح حدیث سے ثابت فرمائیں!!

لیکن جوہر صاحب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنے کے بجائے غصہ میں آ گئے علمائے دیوبند پر برس پڑے اور اتنے برسے کہ تین صفحات سیاہ کر ڈالے حتی کہ شرک وکفر کے الزامات عائد کیے کہ دیوبندی ایسے ہیں ایسے ہیں وغیرہ وغیرہ

ادھر ذخیرہ حدیث پر نظر ڈالیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مشرک، کافر، یہودی اور نصرانی وغیرہ غیر مسلم لوگ سوال کرنے آتے تھے ان کے سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں دیے ہیں لیکن قرآن وحدیث میں کہیں ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے کے بجائے اسی وقت ان کو مغلظات سنائی ہوں، ان پر برس پڑے ہوں اور الزامات کے بوچھاڑ کر کے ان کو کافر، مشرک یا یہودی ونصرانی کہا ہو۔ بہر حال! سائل کے ساتھ جوہر صاحب والا سلوک نہ اللہ نے کیا اور نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ لہٰذا سائلِ حدیث پر ایسی بھڑاس نکالنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے بلکہ سنت نبوی کے متصادم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **و اما السائل فلا تنہر!**

جوہر صاحب بوکھلاہٹ کا شکار:

جوہر صاحب کا یہ سلوک ان کے لاجواب ہونے اور بوکھلاہٹ پن کا شکار ہونے

کی دلیل ہے جن لوگوں کے پاس قرآن وحدیث سے دلائل کا ذخیرہ ہوتا ہے وہ قطعاً طالب حدیث کو مغلطات نہیں سناتے بلکہ وہ لوگ الزامات کی بوچھاڑ کرنے کے بجائے قرآن وحدیث کے دلائل کے دریا بہا دیتے ہیں جیسا کہ علماء اہل السنّت والجماعت دیوبند کا مزاج ہے بہرحال جوہر صاحب بوکھلاہٹ کا شکار ہیں اسی لیے تو کوئی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

شکست خوردہ لوگوں والی حرکات:

بندہ عاجز نے حدیث کے مدعیوں سے نماز جنازہ کی ترکیب کے متعلق سوال کیا گویا کہ موضوع ہے نماز جنازہ کی ترکیب لیکن جوہر صاحب نے موضوع کو خیرباد کہہ کر غیر موضوع کی باتیں چھیڑ دیں کہ دیوبندی شرک وکفر کرتے ہیں اور ایسے ویسے ہیں درحقیقت یہی وطیرہ شکست خوردہ لوگوں کا ہے کہ جب عاجز آتے ہیں تو غیر موضوع میں گھس کر اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک ناکام کوشش:

موضوع سے غیر متعلقہ باتیں چھیڑ کر جوہر صاحب نے اپنی سادہ لوح عوام کو اعتماد میں لینے کی ناکام کوشش کی ہے درحقیقت جوہر صاحب کے پاس ایسی کوئی حدیث نہیں تھی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور سورۃ بھی ساتھ ملائی ہو اور سب کچھ اونچی آواز سے پڑھا......اس لیے جوہر صاحب نے اقوال پر گذارا کیا اور اقوال بزرگان اور ائمہ کرام سے پہلے مغلظات کی بھرتی کر لی اور پھر اپنے سوالات کو شامل کر لیا تاکہ اس کے مسلک کے لوگ خوشی سے بغلیں بجائیں کہ دیکھئے ہمارے جوہر صاحب نے کیا خوب جوہر دکھائے کہ پانچ صفحات کا لمبا چوڑا جواب لکھ کر حنفیوں دیوبندیوں سنیوں کے چھکے چھڑا کر قلعہ فتح کر لیا اور سوا سالہ پرانی مہم سر کر لی!

مغلظات اور فضول سوالات کا مرقع:

بے شک جوہر صاحب کی سادہ عوام باور کرلے گی لیکن منصف مزاج آدمی تو دیکھ کر یہی فیصلہ کرے گا کہ مغلظات اور الٹے سوالات کی فضول بھرتی ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام کی کوئی چیز ہی نہیں صرف ایک صفحہ ہے جس پر بجائے حدیث کے اقوال بزرگان پر گزارا کیا گیا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من خوب مے شناسم انداز قدت را

اصولوں سے کنارہ کشی:

جناب جوہر صاحب نے ''اہلحدیث کے دو اصول؛ قال اللہ وقال الرسول'' کے نعرہ مستانہ کو جھٹلا دیا یہ عموماً غیر مقلدین کی تحریروں اور تقریروں میں یہ بیان ہوتا رہا ہے ہم قرآن وحدیث کو ماننے والے ہیں اوران پر چلنے والے ہیں ان کے علاوہ ہم کسی کی بات نہیں مانتے، کسی کی تقلید نہیں کرتے ہاتھ دو ہیں ایک قرآن کیلئے دوسرا حدیث کیلئے نہ تیسرا ہاتھ ہے نہ کوئی تیسری چیز۔ اور ببانگ دہل نعرہ لگتا ہے ''اہلحدیث کے دو اصول؛ قال اللہ و قال الرسول''، لیکن جوہر صاحب نے اب اہلحدیث کے چار اصول بتا کر اپنے نعرہ اور دعوی کی خود تکذیب کردی، چنانچہ لکھتے ہیں:

''اہلحدیث کے چار دلائل شرعیہ ہیں قرآن، حدیث قیاس اوراجتہاد۔''

(پروپیگنڈہ ص2)

ماشاءاللہ احناف والے چار اصول تسلیم فرما کر اپنے پرانے دعوے اور نعرے کو جھٹلا دیا ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ:

شاید جوہر صاحب کے دل میں خیال آیا کہ جب حنفیوں کی تقلید کرتے ہوئے ہم

چار اصولوں کے قائل ہیں تو ہم دو کام کا خوب پرچار کرتے ہیں لیکن موخرالذکر دو اصولوں کا تو اپنی عوام میں نام بھی نہیں لیتے، آخر وجہ کیا ہے؟ تو لکھتا ہے:

''اصل ماخذ قرآن وحدیث ہی ہیں جن کو مصادر اصلیہ اور اجماع و اجتہاد کو قرآن وحدیث نے ماننے کا حکم دیا ہے لہٰذا قرآن وحدیث کے ماننے میں ان کا ماننا خود بخود آ گیا۔''

(پروپیگنڈہ ص 2)

مسائل اختلافیہ کا ماننا آ گیا یا نہیں؟

قرآن وحدیث کے ماننے سے رفع یدین وغیرہ مسائل کا ماننا آ گیا یا نہ آیا جوہر صاحب سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ قرآن وحدیث والے دو اصولوں کو خوب پھیلاتے ہیں لیکن اجماع وقیاس کے دو اصولوں کا پرچار اس لیے نہیں کرتے ہیں کہ یہ دونوں آخری اصول قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

(الحمدلله و الفضل ماشهد ت به الاعداء)

تو قرآن وحدیث کے ماننے سے ان کا ماننا خود بخود آ گیا لہٰذا ان کو عام کرنے کی ضرورت نہیں بندہ عاجز پوچھنا چاہتا ہے کہ جوہر صاحب! رفع یدین، قرأت خلف الامام، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا، ٹانگیں چوڑی کرنا، آٹھ تراویح وغیرہ بیسیوں مسائل ہیں جو تمہارے نزدیک قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور آپ ہی کی منطق کی رو سے قرآن وحدیث کے ماننے سے ان سب مسائل کا ماننا آ گیا تو پھر کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان مسائل کو عام کر رہے ہیں منبروں پر گلے پھاڑ پھاڑ کر ان مسائل کو بیان کر رہے ہو۔ رسائل و کتب کے اوراق سیاہ کرتے جا رہے ہو!!! آخر وجہ کیا ہے؟ اجماع وقیاس بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور آپ کے مخصوص مسائل بھی آپ کے نزدیک قرآن وحدیث سے

ثابت ہیں لہٰذا ایک کے پرچار کرنے اور دوسرے کو بیان نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کالا کالا ہے۔

جوہر صاحب کی نرالی منطق:

جوہر صاحب کی منطق کی رو سے اصل صرف ایک قرآن مجید ہے جوہر صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ اجماع قیاس کے ماننے کا حکم قرآن وحدیث میں دیا گیا ہے لہٰذا قرآن وحدیث مصادر اصلیہ ٹھہرے اور اجماع وقیاس مصادر تبعیہ۔ اگر جوہر صاحب کی یہ بات درست ہے تو اصل مصدر صرف ایک ہے اور وہ قرآن مجید ہے کیونکہ حدیث اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قرآن مجید نے دیا ہے تو جوہر صاحب کے بیان ودلیل کے مطابق مصادر اصلیہ دو نہیں ایک ہونا چاہیے۔

قرآن نہ حدیث......ایک مماتی کی تقلید:

جناب جوہر صاحب لکھتے ہیں:

”یہاں پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ اجماع امت سے مراد جاہل وتقلیدی امت نہیں بلکہ صحیح العقیدہ علماء مراد ہیں جیسا کہ جناب محمد حسین نیلوی مماتی دیوبندی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ مقلدین اجماع سے خارج ہیں۔“

(پروپیگنڈہ ص2)

جوہر صاحب! آپ حدیث کے مدعی ہیں لہٰذا آپ کا حق بنتا ہے کہ آپ اپنی بات قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ مقلدین کا اجماع غیر معتبر ہے اور غیر مقلدین خواہ کتنا جاہل کیوں نہ ہو ان کا اجماع معتبر ہے۔ کیا تم کو حدیث یاد نہیں رہی کہ مماتی لوگوں کی تقلید پر مجبور ہو گئے ہو؟ اہلحدیث کے یہی کام ہیں!!!

جوہر صاحب کو غلطی لگی:

جوہر صاحب نے مفتی رشید احمد اور لدھیانوی صاحبان کی بات کا غلط مطلب سمجھا حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد صاحب کی کتاب ''ارشاد القاری'' کے دو اقتباس پیش کیے ہیں ایک یہ ہے:

''ورنہ مقلد کے لیے صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے۔''

اور دوسرا یہ ہے:

اس لیے کہ ہم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لیے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد) کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔''

(پروپیگنڈہ ص2)

ان دونوں اقتباسات سے جوہر صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کر کے اپنی قابلیت و ذہانت کے جوہر دکھائے ہیں کہ جب مقلد کے لیے ادّلہ اربعہ دلیل نہیں۔ اسے کہتے ہیں **تاویل القول بما لایرضی به القائل** حضرت اقدس کی عبارت کا جو غلط مطلب سمجھا ہے کہ ان کے نزدیک مقلد کیلئے ادلہ اربعہ دلیل نہیں یہ ان پر بہتان اور اتہام ہے۔ **سبحانک ھذا بھتان عظیم ، اولئک مبرؤن مما یقولون .** یہ مطلب پوری زندگی کبھی بھی ان کے وہم وخیال میں بھی نہ آیا ہوگا۔ کون بدبخت ہے جو ادلہ اربعہ کو دلیل نہ سمجھے اور ادلہ اربعہ پر ایمان لائے بغیر آدمی کیسے مسلمان رہ سکتا ہے؟

اصل معاملہ کیا ہے؟:

درحقیقت حضرت اقدس تو فرما رہے ہے کہ ایک عام آدمی جس میں اتنا علم، لیاقت اور استعداد نہیں کہ وہ براہِ راست کتاب وسنت سے اجتہاد و استنباط کر سکے تو اسے چاہیے کہ کسی جاننے والے، اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والے کی بات پر اعتماد کرے کہ جو کچھ وہ مجھے بتا

رہا ہے ادلہ اربعہ سے بتا رہا ہے؟ کیونکہ ادلہ اربعہ سے استدلال واستنباط مقلد کا وظیفہ نہیں بلکہ مقلد کا کام اپنے امام پر اعتماد کرنا ہے۔اسی کو تقلید کہتے ہیں کہ ماہرین شریعت کی رہنمائی میں شریعت پر عمل کرنا حضرت مفتی صاحب ادلہ اربعہ کی نفی نہیں فرمارہے بلکہ تقسیم کار بتا رہے ہیں کہ مجتہد کا کام ادلہ اربعہ سے استدلال کرنا ہے اور مقلد کا وظیفہ اس کی بات پر اعتماد کر کے قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے حضرت اقدس کی یہ بات قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق ہے مثلا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆......**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون**

☆...... **اهدناالصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم**

☆...... **واتبع سبيل من اناب الى.**

☆...... **هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون** وغیرہ درجنوں آیات ہیں۔

دو طبقے......مجتہد اور مقلد:

مذکورہ بالا آیات میں مسلمانوں کے دو طبقوں کا بیان ہے ایک جاننے والوں کا طبقہ (جو قرآن وحدیث سے استنباط واجتہاد کی صلاحیت واستعداد رکھتا ہے) ان کو مجتہد کہتے ہیں دوسرا نہ جاننے والوں کا طبقہ (جو یہ صلاحیت نہیں رکھتا) تو اللہ تعالیٰ نے نہ جاننے والوں کو جاننے والوں سے پوچھ پوچھ کر شریعت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس طبقہ کو مقلدین کہتے ہیں قرآن وحدیث میں انہیں دو طبقات کا ذکر ملتا ہے

تیسرے طبقہ غیر مقلدین کا ذکر نہیں:

تیسرے طبقے غیر مقلدین کا قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ نہ خود اجتہاد واستنباط کی اہلیت رکھتے ہیں اور نہ ہی جاننے والوں کی تقلید کرتے ہیں۔ خیرا لقرون میں ایسے لوگوں کا وجود نہیں تھا۔صرف دو ہی طبقے تھے ائمہ مجتہدین کا اور ان کے

مقلدین کا تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ معاذ اللہ یہ نہیں فرما رہے کہ ادلہ اربعہ دلیل نہیں بلکہ یہ فرما رہے ہیں ادلہ اربعہ سے استدلال کرنا مقلد کے بس کا روگ نہیں اور یہ بات عین قرآن کے مطابق ہے۔

کیا سب غیر مقلدین میں اجتہاد کی صلاحیت ہے؟

کیا سارے نام کے اہلحدیث اجتہاد کی صلاحیت و طاقت رکھتے ہیں؟ کیا تمہارے سارے قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کر سکتے ہیں؟ جن کو التحیات اور دعائے قنوت کا لفظی ترجمہ نہیں آتا وہ بھی قرآن وحدیث سے استدلال کر سکتے ہیں؟

یہ کتابیں کس لیے ہیں؟

اگر کر سکتے ہیں تو وہ تمہارے علماء سے مسئلے کیوں پوچھتے ہیں؟ فتاویٰ اہلحدیث، فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ ستاریہ، فتاوی ثنائیہ کیسے معرض وجود میں آئے؟ کیا تمہارے اپنے بھی دو طبقے نہیں ہیں ایک پوچھنے والا دوسرا مسئلہ بتانے والا۔ کیا پوچھنے والوں کے بارے میں نہیں کہا جائے گا کہ وہ ادلہ اربعہ کو نہیں مانتے؟ جو کچھ تمہارے ہاں ہوتا ہے وہی کچھ یہاں ہوتا ہے لیکن تم ان سب کے باوجود اہلحدیث رہتے ہو اور ادھر کوئی پوچھ کر مفتی اور امام پر اعتماد کر کے کہ اس نے قرآن وحدیث کے مطابق مسئلہ بتایا ہے۔ تو وہ ادلہ اربعہ کا منکر قرار پاتا ہے ساء مایحکمون۔

علمائے دیوبند پر سفید جھوٹ:

جوہر صاحب کا اکابر علماء دیوبند پر یہ سفید جھوٹ ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقیدے سے برات کا اعلان کیا جوہر صاحب نے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی کتابوں سے نقل

کیا کہ ''ہم عقائد میں امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اور امام ابومنصور ماتریدی کو امام ومقتداء سمجھتے ہیں۔'' ہمارے اکابر کی اس بات سے زبردستی یہ نتیجہ اخذ کرلیا کہ دیکھو جی! علمائے دیوبند کثر اللہ سوادھم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقیدے سے برأت کا اعلان کردیا ہے۔ معاذ اللہ! خدا کی پناہ! یہ سفید جھوٹ اور خالص بہتان ہے کم از کم حدیث کے دعوے داروں کو قطعاً یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ جھوٹ بولیں، کسی پر بہتان اٹھائیں!!

درحقیقت دین اسلام کے کئی شعبے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شعبے کی خدمت، محنت اور اشاعت کے لیے اپنی حکمت سے رجال کا انتخاب فرمایا۔ مثلاً کسی سے

☆ ......قرآن پاک کی جمع وتدوین کی۔

☆ ......کسی سے تدوین حدیث کی۔

☆ ......کسی سے قرأت قرآن کی۔

☆ ......کسی سے تفسیر قرآن کی۔

☆ ......کسی سے تدوین فقہ کی۔

☆ ......کسی سے رجال حدیث کے حالات جمع کرنے کی۔

☆ ......کسی سے جہاد بالسیف کی۔

☆ ......کسی سے جہاد بالقلم کی۔

☆ ......کسی سے جہاد باللسان اور تبلیغ دین کی اور کسی سے عقائد کے جمع وتحقیق کی خدمت لی

بہرحال! یہ خادمان دین اسلام سب کے سب اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ وعمل والے تھے ان تمام شعبہ جات میں کام کرنے والے عقائد میں مختلف نہ تھے تو امت مرحومہ نے ہر ایک شعبہ کے علماء ماہرین کی پیروی کی۔

☆ ......حدیث کے شعبہ میں ائمہ حدیث کی۔

☆ ......قرأت قرآن کے شعبہ میں ائمہ قرأت کی۔

☆ ......فقہ کے شعبہ میں ائمہ مجتہدین کی اور عقائد کے شعبہ میں ائمہ عقائد کی پیروی کی اور من جانب اللہ جو خوش نصیب ایک شعبہ کی خدمت میں مصروف ہوا تو دوسرے شعبہ جات کی جمع وتدوین کا اس کو وقت نہیں ملا۔

مثلاً: امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیثیں تو جمع فرمائیں لیکن قرأت قرآن جمع کرنے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں بچا اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پوری زندگی فقہ دین کی خدمت میں مصروف رہے اور عقائد کی جمع وتدوین کا کام اتنا نہ ہوسکا تو ایسے حالات میں یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقائد کچھ اور تھے جس کو دیوبندیوں نے چھوڑ کر امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اور امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی پیروی کی۔ اسی طرح یہ کہنا کہ اہلحدیث حضرات حدیث تو بخاری علیہ الرحمۃ کی لیتے ہیں لیکن بخاری کی قرأت کو چھوڑ کر امام ابوحفص رحمہ اللہ کی قرأت لیتے ہیں تو یہ کوتاہ فہمی اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔

ورنہ عقائد تو سب کے ایک تھے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ کی مہارت حاصل کی اور نسل بعد نسل ان کی یہ خدمت ومہارت ہم تک پہنچی تو اس پر عمل کرتے ہیں اور امام ابوالحسن رحمہ اللہ اور امام ابومنصور رحمہ اللہ نے عقائد کی خدمت کی اس میں مہارت حاصل کی تو ان کی محنت بھی ہم تک پہنچی تو ان کی پیروی کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقائد بھی انہیں حضرات والے تھے اختلاف نہ تھا۔

بہرحال! یہ بات پہلے بھی معروض خدمت ہوچکی ہے کہ تقلید اس چیز کا نام ہے کہ ماہرین شریعت کی رہنمائی میں شریعت پر عمل کیا جائے فقہ میں مہارت کی شہرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حاصل ہوئی اور عقائد میں مہارت امامین موصوفین کو حاصل ہوئی اور حدیث میں مہارت امام بخاری، امام مسلم، امام طحاوی رحمہم اللہ وغیرہ محدثین کو حاصل ہوئی۔ فاسئلوا

اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون

جوہر صاحب اور حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تقلید:

جوہر صاحب نے اپنے علمائے اہلحدیث کو مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تقلید میں متروک قرار دے دیا ہے چنانچہ جوہر صاحب اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امین اوکاڑوی دیوبندی کے بقول وحیدالزمان اہلحدیث، نواب صدیق حسن اہلحدیث، نورالحسن اہلحدیث، ثناءاللہ امرتسری اہلحدیث، محمد حسین بٹالوی اہلحدیث اور سید نذیر حسین محدث اہلحدیث کی کتابیں بالاتفاق اہلحدیث عوام اور علماء کیلئے متروک ہیں (مجموعہ رسائل ج 1 ص 52) لہٰذا ان کی کتب کے حوالہ جات جو بھی ہمارے خلاف پیش کرے گا وہ متروک ہوگا۔"

(پروپیگنڈہ ص 4)

علمائے اہلحدیث متروک ہیں:

دیکھ لیجئے! جوہر صاحب اپنی قلم اور زبان سے فرما رہے ہیں کہ علماء اہلحدیث متروک ہیں اور متروک اہلحدیثوں کی کتب کے حوالہ جات ہمارے خلاف پیش نہ کریں اور ان لوگوں کا متروک ہونا بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کیا بلکہ مناظر اسلام پاسبان مسلک احناف اور خادم ملت حنفیہ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تقلید میں اپنوں کو متروک قرار دے دیا۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی کرامت بعد از وفات:

اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ

کروٹ غریق جنت فرمائے کہ ان کی وفات کے بعد غیر مقلدین ان کی باتوں کی تقلید کر رہے ہیں کہ اوکاڑوی صاحب لکھ گئے ہیں کہ علمائے اہلحدیث متروک ہیں، ہم بھی ان کو متروک سمجھتے ہیں لہٰذا ان کی کتب کے حوالہ جات ہمارے خلاف پیش نہ کیے جائیں یعنی ہم اپنے اہلحدیثوں کی باتوں کو نہیں مانتے۔ سبحان اللہ! بندہ کے نزدیک یہ علامہ اوکاڑوی رحمہ اللہ کی کرامت ہے۔

عنقریب تم بھی متروک ٹھہرو گے:

جوہر صاحب نے پچھلے دور کے اہلحدیثوں کو متروک قرار دیا اور آنے والی اہلحدیث نسل آپ کو اور آپ کے ہم زمانہ اہلحدیث حضرات کو متروک بنائیں گے۔ ان شاء اللہ کیونکہ سرائیکی زبان کا مقولہ ہے اور صحیح ہے کہ ''کرندلہند'' یعنی جو شخص کسی کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے اسی کے ساتھ وہی کچھ ہوتا ہے اور آئندہ آنے والی نسل جب آپ جیسے اہلحدیثوں کو متروک بنائے گی تو ہم کسی کو جھوٹا نہیں سمجھیں گے ہم آپ کی نئی نسل کو کہیں گے کہ سب نے درست کہا واقعی آپ اور آپ سے پچھلے متروک ہیں۔ جو لوگ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق **لعنت آخرھا اولھا** کا کردار ادا کر کے خود اپنوں کو متروک بنا رہے ہیں تو اگر ایسے متروکین نے علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند پر کیچڑ اچھالی کر لی تو کوئی تعجب خیز بات نہیں! آخر جدید اہلحدیث ہیں تو انہوں نے بھی تو اپنے جوہر دکھانے ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

میاں نذیر حسین حضرات آخر کون ہیں کیا ہیں؟

جوہر صاحب کی بات تو ہمیں سمجھ آگئی وہ چاہتے ہیں کہ ان حضرات کی کتب کے حوالہ جات میرے سامنے پیش نہ کیے جائیں وجہ ظاہر ہے کہ ان اہلحدیثوں کی حدیث اور ہے اور آج کل کے اہلحدیثوں کی حدیث اور ہے؛ بات قابل غور ہے بلکہ ہر جدید اہلحدیث

کی حدیث جدید اور ہے۔

سوال یہ ہے کہ ان مذکورہ بالا علماء کو جو متروک کہتے ہو آخر وہ کون ہیں اور کیا ہیں؟ وہ اہلحدیث ہیں یا غیر اہلحدیث؟ مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ مسلم ہیں یا غیر مسلم؟ شافعی یا مالکی؟ حنبلی یا حنفی؟ اگر وہ اہلحدیث ہیں اور آپ بتائیں کہ سچے اور نمبر ایک اہلحدیث کون ہیں اور جھوٹے اور نمبر دو اہلحدیث کون ہیں؟ یا دونوں سچے ہو؟

ان سے ایسا سلوک کیوں نہیں؟؟

اگر آپ کے نزدیک وہ جھوٹے اور نمبر دو ہیں اور ان کی باتیں حدیث کے خلاف ہیں تو جیسے دیوبندیوں حنفیوں کی تردید کرتے ہو اور فتویٰ زنی کرتے ہو تو ان کے خلاف ایسا کیوں نہیں کرتے؟ تمہارے نزدیک اگر علمائے دیوبند حدیث کے خلاف کریں تو اس پر گرجنا برسنا ضروری سمجھتے ہو اور اگر میاں نذیر حسین، نواب صدیق حسن خان، نواب نورالحسن خان، نواب وحیدالزمان اور ثناء اللہ امرتسری وغیرہ حدیث کے خلاف کریں تو ان کو متروکین کہہ کر چپ سادھ لیتے ہو!!! آخر کیا وجہ ہے؟

اہل السنّت والجماعت ''نومولود'' اور ''فرقہ'' نہیں:

مقام حیرت ہے کہ جوہر صاحب نے اپنے پروپیگنڈہ ص 1 پر اکابر علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند کو 1867 میں پیدا ہونے والا نومولود فرقہ دیوبند قرار دیا ہے۔

محترم حضرات! اہل السنّت والجماعت کو ''نومولود'' اور ''فرقہ'' کہنا امانت و دیانت کے سخت خلاف ہے کیونکہ یہ جماعت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک سے چلی آرہی ہے اور قیامت تک رہے گی، یہی جماعت نجات پانے والی ہے، یہی جماعت ''ما انا علیه و اصحابی'' کا مصداق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ''علیکم بسنتی'' کی تاکید فرمائی ہے اور ''علیکم الجماعة'' کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ نام تجویز فرمایا ہے اور خیر القرون میں بھی اسی نام سے موسوم چلی آتی ہے۔

(دیکھئے تفسیر درمنثور وغیرہ)

لہٰذا اہل السنّت والجماعت نہ ''مذموم فرقہ'' ہے اور نہ ہی ''نومولود'' ہے بلکہ یہ تو سواد اعظم ہے۔

نومولود فرقہ اہلحدیث:

درحقیقت ''نومولود فرقہ'' تو اہلحدیثوں کا ہے کیونکہ مولانا محمد حسین بٹالوی جنہوں نے ''الاقتصاد فی احکام الجہاد'' نامی رسالہ لکھ کر جہاد کی منسوخی کا فتویٰ دے کر انگریز حکومت کو خوش کیا اور انہی کی درخواست پر 14 جولائی 1888 کو گورنمنٹ انگریز کی طرف سے ''اہلحدیث'' کا نام الاٹمنٹ ہوا دیکھئے اشاعۃ السنۃ شمارہ 2 جلد 11 ص 39 ''جنگ آزادی'' از پروفیسر محمد ایوب قادری ص 66 مزید تفصیل کے لیے برادر مکرم مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی تالیف ''فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' اور رسالہ ''اہلحدیث اور انگریز'' کا مطالعہ کیجئے!!!

نکو آیا......نکو آیا......نکو آیا:

کہتے ہیں کہ کسی بستی میں سب لوگ ناک کٹے رہتے تھے اتفاق سے کوئی ناک والا مسافر ان کی بستی سے گزرا انہوں نے اس کی ناک کو دیکھا کہ بڑی خوبصورت ناک والا آدمی آرہا ہے اور ہمارے تو ناک نہیں وہ شاید ہمیں دیکھ کر ہمارا مذاق اڑائے تو انہوں نے مل کر شور مچانا شروع کر دیا ''نکو آیا......نکو آیا......نکو آیا''

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے:

بے شک دیوبند ایک مدرسہ اور شہر کا نام ہے لیکن دیوبند میں اہل السنّت

والجماعت کے نظریات کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عصر ہذا میں علمائے دیوبند اہل السنّت والجماعت کے سچے جانشین اور صحیح ترجمان ہیں۔ دیوبند شہر کی تاسیس یا مدرسہ دیوبند کی تاریخ بنیاد کو دیکھ کر علمائے دیوبند کو ''نومولود'' کہنا جہالت وحماقت سے کم نہیں۔ غالباً اسی ڈر کے مارے جوہر صاحب نے قبل از وقت ہمارے علمائے اہل السنّت والجماعت کو ''نومولود'' کہنا شروع کر دیا ہے ورنہ تو وہ خود ''نومولود'' ہیں اسے کہتے ہیں ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''

اکابر دیوبند کا دامن شرک وبدعت سے پاک ہے:

اکابر مشائخ دیوبند کا دامن ہر قسم کے شرک وبدعت کی آلائش سے پاک ہے جناب جوہر صاحب نے علمائے دیوبند کی بعض عبارات پیش کر کے اس کا من پسند مطلب کشید کرنے کی ناتمام اور ناکام کوشش کی اور پھر ان پر شرک وبدعت کی فتویٰ زنی کی، گندے قسم کے الزامات لگا کر ان کے دامن کو داغدار کرنے کی مذموم اور بھونڈی کوشش کی ہے۔

دیوبند کا قافلہ......راہ اعتدال پر گامزن:

حقیقت یہ ہے کہ علمائے دیوبند اعتدال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختہ ایمان ویقین رکھتے ہیں وہ اس کو ذات وصفات اور افعال مخصوصہ میں وحدہٗ لاشریک سمجھتے ہیں مخلوقات میں سے کسی فرد کو وہ اس کا شریک وسہیم نہیں سمجھتے وہ سارے اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں صرف وہی قادر مطلق ہے اس نے اپنے اختیارات کا کوئی حصہ کسی اپنے پیارے کو دے کر اپنا شریک نہیں بنایا۔

علم کے لحاظ سے وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے اس کے سوا کوئی دوسرا اس صفت میں اس کا شریک نہیں، عالم الغیب والشہادۃ بھی وہی ہے درحقیقت پوری کائنات کا ''مشکل کشا'' اور حاجت روا بھی وہی ہے، استعانت واستغاثہ جو عبادت کی قسم ہے وہ بھی صرف

اسی کو لائق اس کے سوا کوئی بھی عبادت و بندگی کے لائق نہیں ! عقائد کی سب باتیں اکابر علمائے دیوبند، مشائخ دیوبند اور اولیائے دیوبند کی کتابوں میں اتنی کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ شمار کرنا ناممکن ہے۔

عقیدہ فاسد نہ ہو تو:

اگر کوئی بزرگ ان سب عقائد پر ایمان کامل رکھتے ہوئے فرط محبت اور غلبہ شوق میں یارسولَ اللہ کہتا ہے تو یہ صرف اظہار محبت ہے کیونکہ اس کے ساتھ عقائد کا فساد شامل نہیں ہے۔ دیکھیئے! اگر شفیقہ ماں کا پیارا بچہ فوت ہو جائے تو وہ بھی تو فرط محبت میں آ کر اپنے فوت شدہ بیٹے کا نام لے کر آواز دیتی ہے، پکارتی ہے حالانکہ وہ اپنے بیٹے کو نہ حاضر و ناظر سمجھ رہی ہے اور نہ اس سے مدد کی طلب گار ہے۔ وہاں عقیدے کا کوئی فساد نہیں ہے صرف ماں کی ممتا ہے جو استغراقی حالت میں اسے ایسا کہنے پر مجبور کر رہی ہے۔

شرک تب بنے گا جب.......:

یہ کہنا شرک تب ہوتا جب اس کے ساتھ عقیدہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور ناظر ہیں، عالم الغیب ہیں، اختیارات کے مالک ہیں، ہر جگہ سے سنتے ہیں، جانتے ہیں اور مستقل طور پر مدد کرتے ہیں تو یقیناً یہ شرک ہوتا۔ لیکن جب ایسی کوئی بات نہیں تو کم از کم یہ جملہ شرک نہیں ہے نہ تو علمائے دیوبند کے نزدیک اور نہ ہی علمائے اہلحدیث کے نزدیک۔ علماء دیوبند کی کتابیں فتاویٰ رشیدیہ ج1 ص45، 55، 56، 72، 74 وغیرہ کا مطالعہ کیجئے!

پرفتن دور کا حکم کیا ہے؟

ہاں! ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس پرفتن دور میں جب کہ عقیدے کا فساد ہو چکا ہے تو ایسا نہ کیا جائے اسی طرح بطور وظیفہ کے بھی غیر اللہ کا نام نہ پکارا جائے

کیونکہ اس میں عقیدہ کی خرابی لازمی ہے۔ بہرحال! صحیح العقیدہ شخص استغراق محبت میں آ کر اگر ''یارسول اللہ'' کہتا ہے تو اس کو مشرک بنانا پرلے درجے کا غلو ہے۔

مزید یہ کہ علمائے اہلحدیث بھی اس صورت کو جائز کہتے ہیں، نواب وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''یارسول اللہ، یاعلی، یاحیدر کرار، یامدار، یاسالار، یامحبوب، یاغوث کو بغیر فساد عقیدہ کے اور بغیر وظیفہ بنائے کہنا جائز ہے۔''

(ہدیۃ المہدی ص16)

مزید لکھا ہے:

''سید صاحب؛ قبلہ دین مددی، کعبہ ایمان مددی، ابن قیم مددی، قاضی شوکانی مددی کہتے تھے۔''

(ہدیۃ المہدی ص23)

مترجم صحاح ستہ ہی کا کام ہے:

چونکہ نواب وحیدالزمان اپنے دور کے اہلحدیث تھے جنہوں نے تمام صحاح ستہ کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے تو اس مسئلہ کو حدیثوں سے ثابت کرتے ہیں کیونکہ اہلحدیثوں کا کام یہی ہوتا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''حدیث اعمی میں یامحمد ثابت ہے دوسری حدیث میں **یا عباد اللہ اعینونی** ثابت ہے ابن عمر وامحمداہ کہتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ نے یامحمداہ کہا۔''

علامہ وحید صاحب کہتے اس کو ہمارے ساتھی ابن جوزی نے روایت کیا ہے پھر لکھتے ہیں:

''اویس قرنی؛ حضرت عمر کی وفات کے بعد واعمراہ یاعمراہ کہتے تھے۔

اس کو ابن حبان نے روایت کیا ہے۔''

(دیکھئے ہدیۃ المہدی ص 23)

اب لگائیے فتویٰ......!!!

جناب! اگر یہ شرک ہے تو نواب وحید الزمان صاحب پر فتویٰ لگائیے اور اپنے اردو خواندہ اہلحدیثوں کو بتائیے کہ تم بخاری و مسلم وغیرہ کے جن تراجم کو پڑھتے ہو وہ ترجمے تو وحید الزمان مشرک کے لکھے ہوئے ہیں اور مشرکوں کے تراجم پڑھنا کم از کم غیر مقلدین کو زیب نہیں دیتا۔

جان نہیں چھوٹے گی:

جوہر صاحب! صرف ان کو متروک کہہ کر آپ جان نہیں چھڑا سکتے جس طرح علمائے دیوبند کا نام لے کر شرک و کفر کی فتویٰ زنی کی ہے یہاں بھی علمائے اہلحدیث کا نام لے کر کہو وحید الزمان مشرک ہے اور وہ تمہیں ایسے فتوؤں کے صادر کرنے کی وجہ سے غالی اور متجاوز عن الحد اور مفرط کہتا ہے تا کہ بات واضح ہو جائے کہ بقول شما کچھ اہلحدیث مشرک ہیں اور کچھ دوسرے۔ ہم بقول شما غالی، مفرط اور حد سے بڑھنے والے ہیں۔

امید ہے جناب جوہر کا مزاج بخیر ہو گا شاید اسی ڈر کے مارے پہلے فرما دیا ہمارے اہلحدیث علماء کے حوالے ہمارے خلاف پیش نہ کرنا جیسا کہ اس سے پہلے یہ بھی فرمایا تھا کہ علمائے دیوبند نومولود ہیں وہ بھی ایک ڈر کی وجہ سے تھا۔

مسئلہ توسل واستعانت واستغاثہ کی تحقیق:

فاعل مختار اور قادر مطلق سمجھ کر استعانت واستغاثہ چونکہ از قسم عبادت ہے لہذا ایسی استعانت واستغاثہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ کی ذات مقدس کے سوا کسی نبی، ولی کو اختیارات کا مالک سمجھ کر مدد مانگنا اور استعانت واستغاثہ کرنا، واقعی شرک ہے۔ کیونکہ

اس کے ساتھ عقیدہ کا فساد شامل ہے اور اگر کوئی فاسد عقیدہ نہیں رکھتا بلکہ وہ بالکل صحیح عقائد رکھتا ہے لیکن انبیاء واولیاء سے زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد ان کی قبر پر جا کر بایں صورت توسل کرتا ہے کہ ''اے اللہ کے پیارے! آپ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام کردیں! آپ اللہ سے سفارش کریں کہ اللہ تعالیٰ میری بگڑی بنا دے!'' تو؛ توسل کی یہ صورت ان کی زندگی میں بھی تھی جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا تھا اور بعد از وفات بھی توسل کی اس صورت کو علمائے اہل السنّت والجماعت اور علمائے اہلحدیث بالاتفاق صحیح اور جائز قرار دیتے ہیں۔

توسل کی اس صورت کو علماء نے استعانت اور استغاثہ سے تعبیر کیا ہے در حقیقت یہ استعانت اور استغاثہ بھی اللہ سے ہے، نبی وولی کا توسل ہے اور اسی صورت کو بعض علماء نے لفظ مدد سے بھی تعبیر کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا شبیر احمد دیوبندی حاشیہ تفسیر عثمانی میں فرماتے ہیں جو در حقیقت شیخ الہند کا حاشیہ ہے:

> ''**ایاک نعبدو ایاک نستعین** اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔''

(تفسیر عثمانی ص2)

اس کی مزید تحقیق علمائے دیوبند کے ''فتاویٰ رشیدیہ'' وغیرہ اور علمائے اہلحدیث کی ''ہدیۃ المہدی'' میں دیکھئے چنانچہ اہلحدیثوں کے مشہور عالم صحاح ستہ کے مترجم مسلک اہلحدیث کی بڑی خدمت سرانجام دینے والا علامہ وحید الزمان صاحب لکھتا ہے:

”اما الاستغاثه والاستعانة فی امور یقدر علیها المخلوق مثل الدعا اوالاستشفاع فلا یمکن ان تکون شرکا اکبر......وضابطته ان الامور التی کانت تطلب من الانبیاء والصلحاء حال کو نهم احیاء مثل الدعا او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لایکون شرکا اکبر.“

(ہدیۃ المہدی ص18)

یعنی دعا، استشفاع جیسے امور جن پر مخلوق کوقدرت حاصل ہےتو ایسے کاموں میں مخلوق سے استعانت اوراستغاثہ کا شرک اکبر ہونا ناممکن ہےاوراس کا ضابطہ یہ ہے کہ جوامور انبیاء وصلحاء کی حیات دنیوی میں طلب کیے جاسکتے ہیں مثلا دعا وسفارش تو وہ اموران کی موت کے بعد بھی قبر کے پاس طلب کیے جاسکتے ہیں کیونکہ یہ شرک اکبرنہیں یعنی انبیاء و اولیاء کے مزارت کے پاس طلب دعا اورطلب سفارش شرک اکبرنہیں ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

” من زعم ان مطلق الاستعانة والا استغاثه بغیر الله شرک فقد غلا وتجاوزالحد نعوذ بالله من الغلو والافراط.“

(ہدیۃ المہدی ص19)

یعنی اہلحدیثوں میں سے جوشخص یہ گمان رکھتا ہے کہ غیر اللہ سے مطلقا ہر قسمی استعانت واستغاثہ شرک ہے تحقیق اس نے غلو کیا اورحد سے بڑھ گیا ہم اللہ تعالیٰ سے غلو اور افراط سے پناہ مانگتے ہیں۔

علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

”فای مانع یمنع من دعاء المیت للزائر مع ان السوال لیس من الاموات بل من ارواح الصلحاء والارواح لا

تذوق الموت ولا تفنى بل تبقى حساسته مدركة سيما
ارواح الانبياء والشهداء فان حكمهم حكم الاحياء بنص
الكتاب والسنة نعم ! يجب ان تكون هذه الاستعانة
والاستغاثه عند قبورهم ."

(ہدیۃ المہدی ص 22)

یعنی میت کے زائر کے حق میں دعا کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ باوجودیکہ یہ سوال میت سے نہیں بلکہ ارواح صلحاء سے ہے اور ارواح موت کا مزہ نہیں چکھا کرتیں اور نہ ہی فنا ہوتی ہیں، بلکہ ان کا احساس اور ادراک باقی رہتا ہے خصوصاً انبیاء وشہداء کے ارواح کا یقیناً کتاب وسنت کی نص کی رو سے ان کا حکم زندوں والا ہے۔

علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

قلت اذا ثبت السماع والادراک للموتیٰ فای مانع
یمنع منع سیما اذاجر به کثیر من الاولیاء بحیث لا
یحصیٰ عددهم ولا یجوز العقل تکذیبهم ومع ذلک
الاحوط الاقتصار على الزيارة السنية وترک الانکار.

یعنی میں کہتا ہوں جب موتیٰ کا سماع اور ادارک ثابت ہے (تو استمداد اہل قبور) سے کون سی چیز مانع ہے طلب دعا وسفارش سے؟ کیونکہ بہت سے اولیاء نے اس کا تجربہ کیا ہے جن کو گنا نہیں جا سکتا اور ازروئے عقل ان کو جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا اور اس کے باوجود احتیاط اسی میں ہے کہ زیارت مسنونہ پر اکتفاء کیا جائے اور کرنے والوں پر اعتراض وانکار بھی چھوڑ دیا جائے۔

معلوم ہوا کہ عقیدہ صحیحہ کے ساتھ اگر غیر اللہ سے توسل کیا جائے خواہ بالفاظ مدد ہو یا بالفاظ استعانت واستغاثہ ہو تو یہ یقیناً باتفاق علمائے دیوبند واہلحدیث شرک نہیں ہے

البتہ اس فساد عقیدہ کے دور میں دونوں طبقوں کے علماء فرماتے ہیں کہ احتیاط اسی میں ہے کہ ایسے الفاظ بھی استعمال نہ کیے جائیں جو کہ آئندہ جا کر کسی فاسد عقیدہ کی بنیاد بن جائیں یا عوام کے لیے کسی انتشار کا سبب بن جائیں۔ بہرحال! بغیر عقیدہ کے فساد کے ایسے امور کو شرک کہنا، غلو افراط اور تشدد ہے جس میں جوہر صاحب پڑ چکے ہیں...... **اعاذنا اللہ منہ۔**

درحقیقت مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے:

اسی طرح جس کسی صحیح العقیدہ شخص نے کسی غیر اللہ کو مشکل کشا کہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فلاں نبی وولی کی دعاء کی برکت سے مشکل کشائی ہوئی یعنی اللہ کے کسی پیارے سے دعا کرائی گی اس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی سائل کی جو مشکل تھی وہ حل ہوگئی۔ یہ ہے کہ حقیقت، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو مشکل کشا کہنے کی۔ جس کا مآل بھی وہی توسل ہی ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''**لا تنسا نا فی دعائک یا اخی**'' اور توسل بالانبیاء والاولیاء موت سے پہلے اور موت کے بعد کو بھی علمائے اہلحدیث صرف جائز قرار نہیں دیتے بلکہ اس کو صحیح حدیثوں سے ثابت کرتے ہیں وہ حدیثیں ہدیۃ المہدی ص 47 میں لکھی ہوئی ہیں۔

نئے اہلحدیث......نئی حدیثیں:

لیکن جوہر صاحب اپنے ہی علمائے اہلحدیث کو بمع حدیثوں کے متروک کہتے ہیں وہ اہلحدیث بھی پرانے ان کی حدیثیں بھی پرانی۔ جوہر صاحب اہلحدیث بھی نئے اس کی حدیثیں بھی نئی۔ ہاں اگر کوئی شخص فاسد عقیدہ کے ساتھ کسی بھی غیر اللہ کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتا ہے اس طرح کہ وہ مختار کل ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے اختیار تقسیم کر دیے ہیں اب اس کو سب اختیارات حاصل ہیں جو چاہے کرے وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسا شخص یقیناً مشرک ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کو خدائی اختیارات میں شریک بنا رہا ہے لیکن جو شخص غیر اللہ کو عاجز و بے بس

جانتا اور اس کو مختار کل نہیں سمجھتا صرف اس کو نیک سمجھ کر دعا کراتا ہے اور اس دعا سے اس کی مشکل اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے تو ایسے صحیح العقیدہ مسلمان کو کون مشرک کہے گا؟

اگر سبب کے درجہ میں ایسے شخص نے کسی کو مشکل کشا کہہ بھی دیا تو وہ مشرک نہیں ہو گا کیونکہ عقیدہ کا فساد نہیں لیکن پھر بھی احتیاط لازم ہے ایسی مجازی نسبتوں سے بھی بچا جائے اور روکنے والوں کا بھی یہی مطلب ہے۔ بہرحال! جس طرح اس طرف سے احتیاط لازم ہے اسی طرح اس طرف سے فتویٰ زنی بھی غلو ہے۔

منصور حلاج کی وجہ سے حاجی امداد اللہ پر غصہ:

جوہر صاحب لکھتے ہیں:

''جناب امداد اللہ مکی دیو بندی اپنے پیشواء منصور حلاج صوفی کا قول نقل کرتے ہیں میں ہی خدا ہوں۔''

(ضیاء القلوب از امداد اللہ دیو بندی ص 81)

بندہ عاجز کے پاس ضیاء القلوب نہیں ہے نہ ہی میرے پاس منصور حلاج کے متعلق کوئی زیادہ معلومات ہیں اور نہ ہی مجھے جوہر صاحب کا منشاء اعتراض معلوم ہوتا ہے اگر ان کا اعتراض یہ ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے منصور حلاج کا مقولہ نقل کیا ہے تو یہ اعتراض تو خود اللہ تعالیٰ پر بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے فرعون کا مقولہ '' انا ربکم الاعلیٰ'' نقل کیا ہے اگر جوہر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ حاجی امداد اللہ منصور حلاج کو خدائی دعوے میں سچا سمجھتے تھے تو یقیناً بہتان اور افتراء ہے، اگر جوہر صاحب اس لیے ناراض ہیں کہ حاجی امداد اللہ نے منصور حلاج کے مقولہ '' انا الحق'' کی تاویل کر کے اس کو کفر کے فتوے سے بچانے کی کوشش کی ہے تو جوہر صاحب کی یہ ناراضگی بے جا ہے اور غصہ بے محل ہے کیونکہ ہمارے اکابر و مشائخ کفر کے فتویٰ میں بڑے محتاط ہیں بلکہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ آدمی

کسی نہ کسی طرح کفر کے فتویٰ سے بچ جائے!!! چنانچہ اپنے اسی مزاج کے تحت منصور حلاج کی بات کی تاویل کردی ہے تاکہ وہ کفر کے فتوے سے بچ جائے باقی حقیقت حال اور دلوں کے بھید تو اللہ ہی جانتا ہے۔

بہرحال! انہوں نے اپنی حد تک کوشش کی ہے کہ کسی مسلم پر کفر کا فتوی نہ لگے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ منصور حلاج کی نسبت آپ کیا جانتے ہیں؟ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا:

> ''منصور معذور تھے بے ہوش گئے تھے ان پر کفر کا فتویٰ دینا بے جا ہے ان کے باب میں سکوت کرنا چاہیے۔ اس وقت دفع فتنہ کے واسطے قتل کرنا ضروری تھا۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ص 107)

نظر اپنی اپنی...... پسند اپنی اپنی:

یہی کوشش حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی کی ہے اگر یہی کچھ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے کیا ہے تو کوئی جرم نہیں ہے البتہ ہمارے اکابر کا یہ مزاج جوہر صاحب کو اس لیے پسند نہیں آیا کیونکہ وہ کفر و شرک کی اندھا دھند مشین چلانے کے عادی بن چکے ہیں کسی کو مسلم بنانا پسند ہے اور کسی کو کافر بنانا پسند ہے...... نظر اپنی اپنی؛ پسند اپنی اپنی۔

آمدم برسر مطلب:

جوہر صاحب نے اصل موضوع سے ہٹ کر اِدھر اُدھر کی بہت سی باتیں کردیں تاکہ لاجوابی کو چھپایا جاسکے بندہ نے بھی اس کی ہر ایک اِدھر اُدھر کی باتوں کا جواب دیا جس کی وجہ سے بات بہت لمبی ہوگئی اب جوابات کا جائزہ لیا جاتا ہے جس کو جوہر صاحب نے جواب سمجھا در حقیقت وہ جواب نہیں ہے بلکہ ''برائے نام جواب'' ہے۔

کیونکہ سوال تھا کہ نماز جنازہ کی پوری ترکیب اور شکل وصورت حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرو اور جواب میں حدیث کی بجائے اقوال وغیرہ پیش کیے گئے ہیں بہر حال جو کچھ بھی پیش کیا ہے اس پر تبصرہ حاضر خدمت ہے!!!

جوہر صاحب کا راہ فرار:

بہت سے سوالات کے جوابات دینے سے جوہر صاحب نے راہ فرار اختیار کر لی عنوان تو یوں قائم کیا "نماز جنازہ کا مسنون طریقہ" لیکن پورے جوابات میں صرف ایک بھی ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھی جس سے اس کی نماز جنازہ ثابت ہوتی ہو۔ بلکہ سب سے پہلے یوں جوہر افشانی فرمائی:

"سائل نے نماز جنازہ کے مسنون طریقہ کار سے متعلق سوال کیا ہے تو اتفاقی چیزوں پہ وقت صرف کرنے کی بجائے صرف اختلافی چیزوں کا تذکرہ ہی مناسب ہے۔"

جوہر صاحب! آپ نے خود اعتراف فرما لیا کہ سائل "مسنون طریقہ کار" کا سوال کرتا ہے لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سنت دکھائیں اور ایک ایک مسئلہ میں دکھائیں کیونکہ آپ لوگوں نے اپنے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے رکھا ہے کہ ہم ہر کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سنت کے مطابق کرتے ہیں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہمارے سامنے پیش فرماؤ! حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے میں آپ کا جو وقت صرف ہوگا وہ قیمتی ہوگا۔

اتفاق کا بہانہ کارآمد نہیں:

اتفاق کا بہانا مت ڈھونڈو! ہر مسلک والوں کا طریق استدلال اپنا ہوتا ہے لہٰذا آپ اپنے مسلک اہل حدیث کے مطابق ہر عمل کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت فرمائیں۔

آٹھ تراویح میں آپ کا قادیانی سے اتفاق ہے، طلاق ثلاثہ بیک وقت میں آپ کا شیعہ سے اتفاق ہے کہ واقع نہیں ہوتیں تو کیا یہاں بھی اتفاق کا بہانہ بنا کر دلائل نہیں دو گے؟

گذارش ہے کہ میرے ہر سوال کا نمبروار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب دیں۔ ہاں! اگر آپ کی نماز جنازہ موجودہ ترکیب کے ساتھ صحیح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تو پھر صاف لفظوں میں اقرار فرمالیں کہ اس مسئلہ کی ہمارے پاس حدیث نہیں ہے اور پھر آپ نے ماشاء اللہ ادلہ اربعہ کا تو اقرار کر ہی لیا ہے لہٰذا وضاحت فرمادیں کہ فلاں بات قیاس سے ثابت ہے اور فلاں اجماع سے وغیرہ وغیرہ۔

دیوبندیوں کی تقلید کا جوہر:

قارئین کرام! جوہر صاحب نے ثناء کے ثبوت میں دیوبندیوں کی تقلید کرلی چنانچہ ثناء کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے جو دیوبندی حضرات بھی پڑھتے ہیں۔''

جوہر صاحب بے شک دیوبندی حضرات پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھتے ہیں لیکن دیوبندی تو مقلد ہیں اور ''تقلید'' کو نامعلوم آپ کیا کیا کہتے ہیں؟ اور اب ثناء کو بجائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرنے کے دیوبندیوں کی تقلید کرنے لگ گئے! مہربانی فرمائیں ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دکھائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثناء پڑھنا صاف لفظوں میں لکھا ہو، آپ کی بات تو جان چھڑانے والی ہے۔

قیاس سے اثبات کا جوہری طریقہ:

جوہر صاحب **اعوذ باللہ** کو قیاس سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ تعوذ کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعد ازاں قرأت شروع ہوتی ہے جس سے قبل (**اعوذ باللہ من**

الشیطٰن الرجیم) پڑھا جاتا ہے جس کی دلیل قرآن مجید کی آیت (فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ) کے عموم سے اخذ ہے کہ جب بھی قرآن تلاوت کیا جائے تو شروع میں یہ پڑھنا چاہیے۔''

(پروپیگنڈہ ص4)

جوہر صاحب ! یہ آپ کا اجتہاد و قیاس ہے جس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آپ نے ایک عام آیت سے ایک خاص موقع کی تعوذ ثابت کی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ عام حکم سے خاص موقع کا حکم بھی ثابت ہو جائے۔

دیکھئے! بریلوی حضرات عام دعا والی آیت اور احادیث سے خاص دعا بعد الجنازہ کو ثابت کرتے ہیں جس کو نہ تو ہم تسلیم کرتے ہیں نہ ہی آپ۔ لہٰذا اس آیت سے اثبات نہیں بلکہ بذریعہ قیاس واجتہاد اثبات ہوا ہے تو آپ کو یہ کہنا درست نہیں کہ تعوذ حدیث سے ثابت ہے بلکہ صاف لفظوں میں مان لینا چاہیے کہ ہم نے آیت سے بذریعہ اجتہاد و قیاس یہ مسئلہ نکالا ہے تا کہ کسی کو دھوکہ نہ لگے مسئلہ نکالا قیاس سے اور نام لیا حدیث کا یہ کام اہلحدیث نام رکھوانے والوں کو زیب نہیں دیتا۔

دوسری جوہری دلیل اور اس کا حال:

جوہر صاحب تعوذ فی الجنازہ کی دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

''سیدنا ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول قبل القرأۃ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھا کرتے تھے۔ مصنف عبدالرزاق ج2 ص86 والاسط لابن المنذر۔''

(پروپیگنڈہ ص4)

افسوس کہ یہ دلیل بھی جوہر صاحب کو قطعاً مفید نہیں کیونکہ اس روایت میں ''صلوۃ الجنازۃ'' کا کوئی لفظ موجود نہیں بلکہ اس میں تو مطلق صلوۃ کا لفظ بھی موجود نہیں ہے جبکہ سوال یہ ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں اعوذ باللہ پڑھی ہے؟ جس چیز سے مدعا ہی ثابت نہ ہو اس کے پیش کرنے کا کیا فائدہ؟ لہٰذا یہ بھی دلیل نہیں بن سکی۔ جوہر صاحب ایسی حدیث عطاء فرمائیں جس میں لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں اعوذ باللہ پڑھی نماز جنازہ کی تصریح ہو ورنہ تسلیم کرلو کہ ہمارے پاس اس مسئلہ کی کوئی حدیث نہیں ہے!!!

تعوذ آہستہ پڑھنے کی جوہری دلیل:

جوہر صاحب تعوذ آہستہ پڑھنے کی دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پھر چونکہ یہ آہستہ پڑھی جاتی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ ابووائل فرماتے ہیں **قال كانوا يسرون التعوذ والبسملة فى الصلوة رواه سعيد بن منصور فى سننه وقال للنيموى الحنفى باسناد صحيح** (آثار السنن ص 96) کہ صحابہ کرام اعوذ باللہ اور بسم اللہ کو نماز میں آہستہ پڑھا کرتے تھے۔''

(پروپیگنڈہ ص 4)

جوہر صاحب نے تعوذ وتسمیہ آہستہ پڑھنے کہ جو دلیل پیش کی ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مذکور نہیں ہے جبکہ غیر مقلدین ''حدیث'' اسی کو کہتے ہیں۔ بلکہ صحابہ کرام کے معمول کا ذکر ہے اور سوال ہے کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عمل کیا یا اس کا حکم فرمایا ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس دلیل میں ''فی الصلوۃ'' کا لفظ ہے ''فی صلوۃ الجنازۃ'' کا لفظ نہیں ہے جب کہ سائل کا سوال یہ ہے کہ نماز جنازہ کی تصریح ہو! لہٰذا

جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔

خود اپنی مخالفت کا جوہری کھیل:

جوہر صاحب نے اپنی پیش کردہ دلیل کی مخالفت کردی مذکورہ بالا روایت کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز میں تعوذ تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے...... کی خود مخالفت شروع کردی، چنانچہ لکھتے ہیں:

''بسم اللہ اونچی آواز سے بھی جائز ہے۔''

(پروپیگنڈہ ص4)

اب اپنی ہی پیش کردہ دلیل کی مخالفت فرمارہے ہیں نامعلوم دوسروں کے ہاں ان دلائل کا کیا مقام ہوگا؟؟؟

سورۃ فاتحہ اورضم سورۃ فی صلوۃ الجنازہ کے جوہری دلائل:

چنانچہ لکھتے ہیں:

''بعدازاں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔

جس کی دلیل سنن النسائی جلد4 صفحہ 15 میں مروی ہے'' عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقراء بفاتحة الكتاب وسورة و جهر حتى اسمعنا فلما فرغ اخذت بيده فسا لته فقال سنة وحق

بلکہ دوسری روایت کہ الفاظ یہ ہیں لتعلموا انها سنة کہ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک نماز جنازہ ادا کی تو انہوں نے سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ بلند آواز سے پڑھی (سورۃ یہ تنوین تنکیر کے لیے ہے کہ کوئی سورۃ

ہوسکتی ہے) یہاں تک کہ ہم نے سنی پس جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سوال کیا کہ آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کے پیغمبر کی برحق سنت ہے۔ اس حدیث پہ تبصرہ کرتے ہوئے ابو الحسن محمد بن الہادی سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ **ھذہ الصیغة عندھم حکمھا الرفع** (التعلیق علی السنن النسائی ج4 ص75) کہ سنت کے صیغہ سے محدثین مرفوع مراد لیتے ہیں۔''

(پروپیگنڈہ ص4)

اس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پیش نہیں کیا گیا بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جو ہر صاحب نے جو مذکورہ بالا روایت پیش کی ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک نماز جنازہ میں الحمد اور کوئی سورۃ جہر سے پڑھی حالانکہ سائل کا سوال یہ ہے کہ ثابت کیا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کے جنازہ میں فاتحہ مع سورۃ، جہر سے پڑھی یعنی پوچھا گیا معصوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور پیش کیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل۔ لہٰذا یہ سائل کے سوال کا جواب نہیں۔

بخاری میں ضم سورۃ اور جہر کا ذکر نہیں:

بخاری شریف میں جہر اور ضم سورۃ کو ذکر نہیں کیا گیا جو ہر صاحب بتائیں کہ بخاری شریف میں روایت تو وہی ہے جو آپ نے ذکر فرمائی لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے ضم سورۃ اور جہر کا ذکر کیوں نہیں کیا؟؟

عمل مذکور پر عہد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اعتراض:

جو ہر صاحب کی پیش کردہ روایت میں یہ بات لکھی ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما نے فاتحہ اور سورۃ کو جہر سے پڑھا تو حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر اعتراض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ جس کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہنا پڑا کہ یہ بھی نماز جنازہ ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ یعنی **سبحانک اللھم** ...... **الخ** کی بجائے اگر الحمد یا کوئی سورۃ بطور ثناء کے پڑھی جائے تو ثناء والا حکم ادا ہو جائے گا۔ یعنی الحمد بھی اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے اور **سبحانک اللھم**...... **الخ** بھی ثناء ہے اسی لیے تو امام طحاوی وغیرہ نے فرمایا کہ نماز جنازہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی قرأت نہیں کی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جنازہ میں فاتحہ وغیرہ پڑھنا ثابت ہے لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے جو فاتحہ وغیرہ پڑھنا ثابت ہے وہ بطور ثناء کے ہے نہ کہ بطور قرأت قرآن کے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے نماز جنازہ میں قرأت قرآن قطعا ثابت نہیں ہے بلکہ ممانعت منقول ہے اسی لیے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ یہ سنت ہے یعنی ایک طریقہ یہ ہے کہ **سبحانک اللھم**...... **الخ** کی بجائے الحمد بھی پڑھی جا سکتی ہے یہ نہیں فرمایا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

صحیح احادیث میں فاتحہ فی الجنازہ ثابت نہیں:

بہر حال! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں فاتحہ وغیرہ پڑھنا ثابت نہیں ہے جیسا کہ امام ابن قیم نے اعتراف کیا ہے:

''اکثریت صحابہ کرام کی نماز جنازہ میں قرأت قرآن کی قائل نہ تھی۔''

(زادالمعاد فی ہدی خیر العباد ج1 ص173)

چنانچہ امام دارالہجرۃ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قال مالک لیس ذٰلک بمعمول به انما هو الدعاء

ادرکت اهل بلادنا علی ذلک."

(المدونۃ الکبریٰ ج1 ص144)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر مدینہ منورہ میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا معمول نہیں ہے کیونکہ نماز جنازہ تو دعا کا نام ہے۔ میں نے اپنے شہروں میں لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ جنازہ میں فاتحہ نہیں پڑھتے۔

اسی موطا امام مالک میں کہ

"ان عبد اللہ بن عمر کان لا یقرأ فی الصلوۃ علی المیت
یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔"

(موطا امام مالک ص210)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا گیا کہ کیا نماز جنازہ میں قرآن کی قرأت کی جائے تو فرمایا:

"لم یوقت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولاً ولا قرائۃً وفی روایۃ دعاً ولا قرأۃً.

(بدائع الصنائع ج1 ص313، مغنی ابن قدامہ ج2 ص485)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے کوئی خاص کلام اور قرأت مقرر نہیں فرمائی ایک روایت میں ہے کہ کوئی خاص دعا اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔

حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

"میت کے نماز جنازہ میں قرات کی جائے؟ فرمایا نہیں۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص299)

ابن وہب کہتے ہیں:

"بہت سے اہل علم مثلاً: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبید بن فضالہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ، حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نماز جنازہ میں قرات نہیں کرتے تھے۔"

(المدونۃ الکبریٰ ج1 ص144)

مزید یہ کہ:

" حضرت طاؤس رحمہ اللہ اور حضرت عطاء رحمہ اللہ نماز جنازہ میں قرأت کا انکار کرتے تھے۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص299)

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جن دیگر حضرات نے نماز جنازہ میں فاتحہ وغیرہ پڑھی وہ قرأت قرآن کی حیثیت سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی بلکہ ان کی قرأت درحقیقت ثناء کی حیثیت سے تھی اور یہ مسئلہ بتلانا مقصود تھا کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ **سبحانک اللھم**......الخ کی بجائے الحمد وغیرہ کوئی آیت یا سورۃ پڑھ لی جائے تو ثناء والا حکم پورا ہو جائے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جہر کرنا بھی تعلیم کے لیے تھا جیسا کہ بخاری شریف میں تصریح موجود ہے کہ **لتعلموا انھا سنۃ** یعنی تمہارے سکھانے کے لیے میں نے ایسا کیا تاکہ تم جان لو کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

بہرحال ! حضرت ابن عباس وغیرہ کا مقصد یہ نہ تھا کہ نماز جنازہ میں قرات قرآن سنت ہے کیونکہ جمہور صحابہ کرام وتابعین حضرات نماز جنازہ میں قرأت قرآن نہ ہی کرتے تھے اور نہ ہی جانتے تھے۔

مدینہ منورہ سمیت بلا د اسلامیہ کے تمام باشندے جنازہ میں قرأت قرآن نہ کرتے تھے اور خیر القراون کے لوگ اس کو نہیں جانتے تھے اگر قرات قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوتی تو کم از کم مدینہ منورہ کے لوگ اس سے ناواقف نہ ہوتے بلکہ اس پر ان کا عمل ہوتا۔ لہٰذا مدینہ منورہ وغیرہ بلا د اسلامیہ میں اور پھر خیر القرون میں اس کا غیر معمول بہا ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اسی لیے تو خود فاتحہ وغیرہ پڑھنے والے صاحب بھی اس کو ''سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' نہیں کہتے بلکہ ''سنت'' ہی کہتے ہیں جس کا مطلب یہی ہے کہ یہ بھی ایک طریقہ یعنی ثناء ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں یا صحابی کی؟

نیز پورے ذخیرہ احادیث میں صرف ایک بھی صحیح روایت نہیں ملتی جس سے معلوم ہو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور نہ ہی ایسا کوئی قرینہ ہے جس سے اس کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہو یہ بھی میں نے اس لیے عرض کر دیا کہ ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے عمل کو ایک صحیح محل پر محمول کیا جائے ورنہ غیر مقلدین حضرات کو جب کہا جاتا ہے کہ بیس رکعات تراویح صحابہ کرام کی معمول بہا ہے، طلاق ثلاثہ بضم واحد باجماع صحابہ موثر اور نافذ ہے، جمعہ کی دوسری اذان صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے جاری فرمائی اور تمام صحابہ کرام نے اتفاق کیا۔ تو یہ لوگ فی الفور یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم صحابی کی مانیں یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں؟ نامعلوم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باتوں کو یہ کہہ کر رد کرنے والے اب کیوں صحابہ کا سہارا ڈھونڈ رہے ہیں؟؟؟

لہٰذا سائل کا سوال یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل دکھاؤ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کے جنازہ میں قرأت قرآن کی ہو، ورنہ صاف لفظوں میں اقرار کرلو کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی جنازے میں قرات کرنا ثابت نہیں ہے۔

ابوالحسن سندھی حنفی کی تقلید کا جوہر:

قارئین کرام! آپ نے پڑھ لیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فاتحہ وغیرہ قرات قرآن کو صرف سنة یعنی ایک طریقہ بتایا اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی دوسرے قرائن سے اس کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے اگر کہیں سے نماز جنازہ میں قرأت کرنا ثابت ہوتا تو جوہر صاحب اس کو ضرور ثابت فرماتے، اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پیش کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ بیچارے جوہر صاحب کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور اسوۂ حسنہ نہیں ہے اسی لیے امام ابوالحسن سندھی بقول خود حنفی کی تقلید اور اتباع کرتے ہوئے لکھ دیا کہ

"سنت کے صیغہ سے محدثین مرفوع مراد لیتے ہیں۔"

کیا یہ بھی حجت ہے؟

جوہر صاحب! یہ تو ایک امام کا قول ہے اور وہ بھی بقول شما حنفی ہے۔ کیا حنفی امام کی بات حجت ہے؟ کیا اہلحدیث نام رکھوانے والوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ حدیث چھوڑ کر اماموں کے قول پیش کریں؟؟؟

قاعدہ کلیہ یہ نہیں ہے کہ......:

پھر یہ کوئی قاعدہ کلیہ بھی نہیں ہے کہ ہمیشہ سنت سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہو، حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:

> رہا یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ یہ (قرأت فاتحہ) سنت ہے تو یہ ان کی عادت وہ اپنے مختارات کو سنت کا نام دیتے ہیں انہوں نے تو اقعاء کو بھی سنت کہا ہے۔ (یعنی دوسروں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنا) جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے مقابل

اور نقیض کی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ اقعاء سنت نہیں ہے۔''

(انوار الباری شرح صحیح بخاری ج17 ص419)

افسوس کہ جوہر صاحب نے سندھی حنفی کی تقلید کا پٹہ بھی گلے میں ڈالا اور مطلب برآری بھی نہ ہوئی۔ افسوس صد افسوس!!!

آنکہ شیراں را کند روباہ مزاج

احتیاج است واحتیاج است واحتیاج

بخل نہ کریں!!!

جوہر صاحب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحیح حدیث مانگی ہے جس میں لکھا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں صحابی کی نماز جنازہ میں قرات قرآن کی، بس بندہ مان لے گا اور آپ کو ثواب ہوگا بخل نہ کریں۔ میں کافی عرصے سے انتظار میں تھا اب آپ نے ہمت فرمائی جواب لکھ دیا لیکن حدیث نایاب ہے۔

سودا مہنگا پڑے گا:

جوہر صاحب! اگر آپ نے اس صحابی کی مان لی تو آپ کو سودا مہنگا پڑے گا پھر بیس تراویح، طلاق ثلاثہ اور جمعہ کی دوسری اذان وغیرہ سب کچھ ماننا پڑے گا اور پھر بھی آپ کا مقصد پورا نہ ہوگا کیونکہ نماز جنازہ میں تو فاتحہ وغیرہ پڑھنے والے چند ایک ہیں اور نہ پڑھنے والے بلکہ نفی کرنے والے تو ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام ہیں لہٰذا ہزاروں صحابہ کرام کی اتباع چھوڑ کر صرف ایک دو کی اتباع کرنا کون سی اہل حدیثیت ہے۔

الحمدللہ! احناف نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جم غفیر کا اتباع کیا اور جنازہ میں الحمدللہ وغیرہ پڑھنے کو صحیح محل پر محمول کر کے بتایا کہ الحمد وغیرہ کو اگر کسی نے بہ نیت ثناء؛ نہ کہ بہ نیت قرأت پڑھا تو یہ بھی جائز ہے۔

کما فی کتب الاحناف لیکن آپ بتائیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اہل مدینہ وغیرہ صحابہ کرام کے عمل کو چھوڑ کر کیا پایا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غیر مقلدین کا اختلاف:

جوہر صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جو اثر پیش کیا ہے ان کا نظریہ ان کے بھی خلاف ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تو اس کو سنت فرمایا ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی رائے خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مختلف ہے۔

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ترجمہ میں جوہری جھوٹ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جب اعتراض ہوا کہ آپ نے خلاف معمول نماز جنازہ کیوں پڑھائی؟ آپ نے جواب میں عذر پیش کیا کہ سنۃ وحق جس کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ یہ طریقہ بھی درست اور جائز ہے۔ اگر لفظ ''سنت'' کو برقرار رکھنا ہی تھا تو یوں کہتا کہ سنت اور حق ہے لیکن جوہر صاحب نے کمال کر دیا، لکھا ہے:

''یہ اللہ کے پیغمبر کی برحق سنت ہے۔''

محترم قارئین! آپ جوہر صاحب کے پروپیگنڈہ میں دی ہوئی عربی عبارت میں خوب غور کریں وہاں کوئی بھی ایسا عربی لفظ موجود نہیں ہے جس کا ترجمہ ''اللہ کے پیغمبر کی برحق سنت'' ہو کیا یہ ایک خالص جھوٹ اور بہتان نہیں؟ جو: جوہر صاحب نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر برحق پر باندھ دیا؟ باقی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنے کی جتنی وعیدیں ہیں ان کو تو اہلحدیث نام رکھوانے والے خود ہی جانتے ہیں۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم اور بہتان بھی پاک پیغمبر کی ذات اقدس پر!!! ہاں! اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحق تو پھر ان کا ترجمہ درست ہوتا

لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو صرف سنة وحق فرماتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ شامل نہیں کرتے لیکن جوہر صاحب از خود سندھی صاحب کی تقلید کرتے ہوئے اثر ابن عباس کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنانے کی ہمت کر رہے ہیں!!!

ایک اور جوہری دلیل اور اس کا حال:

جوہر صاحب نماز جنازہ میں فاتحہ خوانی کی ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں:

''مزید مسنون طریقہ نماز جنازہ کی تفسیر دوسری ایک حدیث میں بھی ہوتی ہے:''قال ابوامامة بن سهل بن حنيف وكان من كبراء الانصار علمائهم وابناء الذين شهدوا بدرا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبره رجال من اصحاب النبى فى الصلوة على الجنازه ان يكبر الامام ثم يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ويخلص الدعا للميت ولا تقرء فى التكبيرة الاولىٰ ثم يسلم فى نفسه عن يمينه۔'' بلکہ دوسری سند کے ساتھ الفاظ کچھ اس طرح ہیں:'' السنة فى الصلوة على الجنازة ان تكبر ثم تقرء بام القراٰن ثم تصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم تخلص الدعاء للميت...... الخ ''(دیکھئے!المستدرک للحاکم ج1ص53،المنتقیٰ لابن الجارود ص242 عبدالرزاق ج3 ص489) کہ ابوامامہ جو انصاری علماء میں سے ایک بڑے عالم تھے اور بدر کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی نماز جنازہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے تکبیر

کہی جاتی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
پڑھا جاتا پھر میت کے لیے مخلص ہو کر دعا کی جاتی اور صرف پہلی تکبیر
کے بعد قرات ہوتی پھر دائیں طرف سلام آہستہ سے پھیر دیتے۔''

(پروپیگنڈہ ص4)

روایت کے ترجمہ میں جوہری خیانت کا شاہکار:

جوہر صاحب نے دوسری دلیل میں بھی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنے کی بجائے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا اثر اور قول پیش کیا اور دو قسم کے الفاظ پیش کیے لیکن جو ترجمہ کیا وہ کسی روایت کے الفاظ کے مطابق نہیں پہلی روایت کے الفاظ کے مطابق ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابوامامہ جو انصار کے بڑے علماء میں سے تھے اور شرکاء بدر کے بیٹوں میں سے تھے اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں نے خبر دی نماز جنازہ کے طریقہ کے متعلق، کہ امام تکبیر کہے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر درود پڑھے پھر میت کے لیے خلوص سے دعا کرے اور قرات صرف پہلی تکبیر میں کرے پھر دل میں اپنے دائیں طرف سلام پھیر دے۔

قارئین کرام! نماز جنازہ کی یہ مختصر ترکیب ہے بلکہ بہت ہی مختصر ہے لیکن حضرت ابو امامہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہیں اس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کا کوئی ذکر نہیں ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بات کی حیثیت، مقام اور مصداق پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں مذکور ہو چکی ہے۔ بہرحال! سائل کو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ مطلوب ومقصود ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو قرأت نہ کرنے والے بھی بہت ہیں۔

دوسری روایت کے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے: نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ تو تکبیر کہے

پھر تو الحمد پڑھے پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر تو میت کے لیے پر خلوص دعا کرے۔

قارئین کرام! حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے دونوں قسم کے الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صحابہ کے اقوال ہیں جبکہ سوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا ہے باقی روایت کے دوسرے الفاظ میں **السنۃ** کا لفظ ہے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے اور ''سنت'' کے معنی ''طریقہ'' کے ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا ثابت نہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا تب وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا۔ نیز دونوں قسم کے الفاظ میں **سبحانک اللھم** کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے حالانکہ پہلی تکبیر کے بعد تو ثناء ہوتی ہے جس کا غیر مقلدین حضرات بھی اعتراف کرتے ہیں۔ بلکہ پہلی تکبیر کے بعد ام القرآن کے پڑھنے کا ذکر ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں الحمد بطور ثناء کے **سبحانک اللھم** کے قائم مقام پڑھی گئی ہے اور اس کے تو احناف بھی قائل ہیں لیکن فاتحہ بطور قرأت قرآن کے یہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے! اور اس کو سنت بایں طور کہا گیا ہے کہ یہ فاتحہ **سبحانک اللھم** کی جگہ ہے اور ثناء تو بالاتفاق سنت ہے۔

الغرض کسی بھی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے **سبحانک اللھم** بھی پڑھی ہو اور پھر قرأت قرآن کی حیثیت سے فاتحہ وغیرہ بھی پڑھی ہو جس کی علامت یہ ہے کہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں فاتحہ پڑھی جائے کیونکہ ہر تکبیر گویا ہر رکعت ہے اور ہر رکعت میں غیر مقلدین فاتحہ کو لازم سمجھتے ہیں لہٰذا غیر مقلدین کو وہ دلیل کام دے گی جس میں یہ ثابت ہو کہ فلاں صحابی نے ہر تکبیر میں فاتحہ پڑھی اور جو حضرات صرف پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھتے ہیں وہ غیر مقلدین کی دلیل نہیں ہے کیونکہ وہ اس کو قرأت سمجھ کر نہیں بلکہ ثناء سمجھ کر پڑھتے ہیں۔

جوہری خیانت کا ایک اور منظر:

جوہر صاحب نے حضرت ابوامامہ کی روایت میں یہ جملہ از خود شامل کیا ہے (آپ کی نماز جنازہ کے متعلق بیان کرتے ہیں) یہ بین القوسین جملہ عربی عبارت کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ جوہر صاحب نے دھوکہ دینے کے لیے ترجمہ میں اس کو شامل کیا ہے تاکہ عام آدمی یہ سمجھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے متعلق بیان کیا جارہا ہے حالانکہ عربی میں کوئی ایسا جملہ نہیں ہے جس کا یہ ترجمہ ہوتا ہو۔ یہ محض جھوٹ، دھوکہ اور خیانت ہے جو جناب اہلحدیث نام رکھوانے والے سے سرزد ہورہی ہے!!!

ایک اور جوہری جھوٹ......اللہ کی پناہ:

جوہر صاحب حضرت ابوامامہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"بدر کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔"

حالانکہ بدر کی جنگ کے وقت تو وہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے وہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صرف دوسال کے بچے اور صغیر السن صحابی تھے۔

(اکمال فی اسماء الرجال)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی عمر میں روایت تو عادۃً مشکل ہے البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کرتے تھے اور جوہر صاحب نے جو عربی عبارت پیش کی ہے اس کا معنی ہے کہ حضرت ابوامامہ شرکاء بدر کے ابناء میں سے تھے اور جوہر صاحب نے جوہر دکھائے اور خود حضرت ابوامامہ کو بدر کا شریک بنادیا۔ یہ ہیں وہ لوگ جو اکابر علمائے دیوبند اور علمائے حنفیہ پر کیچڑ اچھالی اور الزام تراشی کرتے ہیں ساتھ ساتھ فتویٰ زنی بھی۔ جن کے علم کا حدود اربعہ یہ ہے۔

اذا اتتک مذمتی من ناقص

فھی شھادۃ لی بانی کامل

جوہری دلائل میں تعارض:

جوہر صاحب نے پہلی دلیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر پیش کیا جس میں ہے کہ انہوں نے جہر کیا اور دوسری دلیل اثر ابوامامہ پیش کی اس میں کہ فاتحہ آہستہ پڑھی جائے دیکھئے نسائی شریف میں اسی روایت میں مخافتہ کی تصریح موجود ہے اب جوہر صاحب بتائیں کہ اپنی کون سی دلیل کو معمول بنائیں گے اور کون سی دلیل کو متروک قرار دیں گے۔

اپنی دلیل سے مخالفت ......فیاللعجب !!!:

قارئین کرام! اہلحدیث حضرات اپنی اس دلیل کی مخالفت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کا سلام دائیں طرف آہستہ آہستہ پھیرنا ہے جب کہ اہل حدیث اپنی اس پیش کردہ دلیل کی مخالفت کرتے ہوئے دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں اور سلام میں جہر (آواز اونچی) کرتے ہیں۔

جوابات سے پہلے تمہید:

یہاں تک جوہر صاحب کے پیش کردہ دلائل پر تبصرہ مکمل ہوا آگے جوہر صاحب کے پیش کردہ دس سوالات کا جواب ملاحظہ فرمایئے لیکن یہ بات ذہن نشین فرمالیجئے کہ جوہر صاحب کو چاہیے تھا کہ پہلے میرے سوالات کا جواب مکمل فرماتے پھر بندہ عاجز سے جتنا ان کا دل چاہتا سوال کرتے لیکن انہوں نے جس طرح شروع میں ادھر ادھر کی باتیں کر کے موضوع سے ہٹنے ہٹانے کی کوشش کی اس طرح دیانت کے خلاف انہوں نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی جس طرح بندہ عاجز نے جوہر صاحب کی تمام غیر متعلقہ باتوں کا جواب لکھ دیا اسی طرح ان کے جوابات دے کر سوالات کرتے تو انصاف کی بات تھی لیکن اگر بندہ نے ان کے غیر منصفانہ سوالات کا جواب نہ دیا تو وہ اس کو بہانہ بنا کر میرے سوالات کے

جوابات نہیں دیں گے ۔لہٰذا بندہ عاجز کی گذارش ہے آپ صرف اور صرف پہلے میرے سوالوں کا جواب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیں کسی غیر معصوم کے اقوال پیش کرنے سے گریز کریں ادھر ادھر کی نہ چلائیں، اپنے سوالات کا ذخیرہ بنا کر رکھیں۔ پہلے میرے سوالات کا جواب دیں پھر جو مرضی آئے سوال کریں ضرور کریں دل کھول کر کریں۔ میں ان شاء اللہ ضرور جواب دوں گا۔لیکن پہلے میرے سوالوں کو حدیث سے حل فرمائیں۔

جوہر صاحب کے دس سوالات کے دس جوابات:

بطور تمہید کے یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ جوہر صاحب کے سوالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فقہ حنفی، اجماع اور سند کی حقیقت سے بالکل نابلد ہیں، ورنہ ان کے سوالات کا یہ انداز نہ ہوتا!!!

تو بندہ عرض گذار ہے کہ فقہ حنفی کی تفصیل کے لیے حیات حضرت امام ابوحنیفہ تالیف ابوزہرہ مصری کا مطالعہ فرمائیے۔صرف اور صرف امام ابوحنیفہ کے بالتصریح اقوال کے مجموعہ کا نام نہیں ہے بلکہ امام اعظم کے بلاواسطہ یا بواسطہ شاگردوں کے اقوال بھی اس میں شامل ہیں فقہ کی اکثر کتب میں فقہائے کرام کے سات طبقات کا ذکر ملتا ہے جن میں مجتہد فی المذہب، اصحاب الترجیح ،اصحاب التخریج ،مجتہد فی المسائل بھی شامل ہیں ہزاروں کی تعداد میں مسائل کی صورتیں جو امام اعظم کے بعد پیدا ہوئیں اور مجتہد فی المسائل اور اصحاب فتاویٰ نے امام صاحب کے اصول وضوابط اور کلیات وجزئیات کو سامنے رکھ کر ان مسائل کا حل پیش کیا ہے اور وہ بھی فقہ حنفیہ میں شامل ہیں اور جو مسائل امام صاحب سے منقول نہیں ان میں بھی مجتہدین مسائل نے اجتہاد کیا ہے وہ بھی فقہ حنفیہ میں شامل ہیں الغرض فقہ حنفیہ صرف اور صرف امام صاحب کی تحقیقات کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ فقہ حنفیہ کے نام سے جو کچھ مشہور ومعروف کتب میں پایا جاتا ہے ان میں جو اقوال ومسائل مفتیٰ بہ اور

معمول بہا ہیں وہ سب فقہ حنفیہ ہیں۔ جو مسائل غیر مفتیٰ بہ اور غیر معمول بہ ہیں بلکہ شاذ ومرجوع ہیں تو وہ فقہ کی کتب میں موجود ہوتے ہوئے بھی فقہ حنفیہ نہیں کہلوائیں گے جیسا کہ حدیث کی کتب میں ہر قسم کی حدیثیں موجود ہیں: ضعیف، منکر، معلول، شاذ اور موضوع وغیرہ لیکن ان سب کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا جائے گا اگرچہ کتب میں موجود بھی ہیں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہے جو کم از کم مقبول قسم کی تو ہو اسی طرح ان غیر معتبر احادیث کی موجودگی کی وجہ سے کتب حدیث کو نا قابل اعتماد قرار نہ دیا جائے گا بعینہٖ غیر معتبر، غیر مفتی بہ، غیر معمول بہ اور شاذ اقوال کی موجودگی کی وجہ سے کتب فقہ کو نا قابل اعتماد نہ بنایا جائے گا لہٰذا ہر مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کے قول کا مطالبہ کرنا فقہ حنفیہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ البتہ وہ سب کے شیخ ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں اصول انہوں نے وضع کیے ہیں انہیں کے اصول وضوابط کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے، اسی لیے ساری فقہ ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

سند کا مطالبہ اور اس کی حیثیت:

اسی طرح جوہر صاحب نے ہر سوال کے ساتھ یہ لاحقہ لگایا ہے کہ باسند بتاؤ تو گزارش ہے امام صاحب اور ان کے بلاواسطہ شاگردوں تک جو احادیث پہنچی ہیں ان سب کی سند ان کی کتب میں موجود ہیں اور وہاں دیکھی جاسکتی ہیں اور ان کے بعد درحقیقت فقہ حنفی ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچی ہے اور تواتر خود حجت ہے اس کی دوسری سند کی ضرورت نہیں ہے اگر جوہر صاحب کو تواتر سے انکار ہے تو گزارش ہے کہ بخاری ومسلم وغیرہ کتب حدیث کی سند اُن تک تو اُن کی کتابوں میں لکھی ہے پھر اُن سے آگے ہم تک جو سند حدیث ہے وہی ہماری فقہ کی کتب کی سند ہے یعنی جن اساتذہ نے ہمیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخاری وطحاوی وغیرہ پڑھائی ہیں انہوں نے ہمیں فقہ بھی پڑھائی لہٰذا بعد کے ادوار میں

سند حدیث وفقہ کتب رجال وغیرہ کی ایک ہی ہے اب ہر کتاب کے ہر مسئلے کی سند مانگنا ایسے فضول ہے جیسے کوئی آدمی سوال کرے کہ جوہر صاحب! بخاری ومسلم وغیرہ کتب حدیث کی اپنے سے محدثین تک صحیح سند بیان کریں **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اس طرح جس مسئلہ پر اجماع امت ہو جائے وہاں یہ سوال فضول ہے کہ اس اجماع میں امام ابوحنیفہ شامل تھا؟ امام بخاری شامل تھا؟ وغیرہ وغیرہ

بالترتیب سوالات کے جوابات:

جوہر صاحب کا سوال 1: ابوحنیفہ سے نماز جنازہ کا طریقہ باسند صحیح ثابت کریں؟

الجواب باسم ملہم الصواب: فقہ حنفیہ کی تمام کتب میں قدوری سے لے کر عالمگیریہ تک نماز جنازہ کا طریقہ واضح لکھا ہے مزید جامع المسانید میں باسند امام ابوحنیفہ سے روایت لکھی ہے کہ نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں۔

(جامع المسانید ص 444)

امام ابوحنیفہ سے باسند جنازہ میں **اللهم اغفرلحينا وميتنا...... الخ** پڑھنا ثابت ہے۔

(ایضا 446)

امام صاحب سے باسند روایت ہے کہ نماز جنازہ میں نہ قرأت ہے نہ رکوع وسجود ہے اور دائیں بائیں چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا ہے۔

(ایضا 453)

امام صاحب سے باسند مروی ہے کہ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے دوسری تکبیر کے بعد درود ہے پھر دعا للمیت ہے فقہ حنفیہ کی مشہور بدائع وصنائع میں لکھا ہے کہ تکبیرات کے بعد جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس میں جہر نہ کیا جائے۔

(ص 314)

فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ

”عن ابی حنیفة یقول سبحانک اللھم وبحمدک...... الخ

یعنی پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم...... الخ پڑھے۔“

(فتح القدیر ص85)

جوہر صاحب کا سوال نمبر 2: باسند صحیح امام صاحب نماز جنازہ سراً ثابت کریں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب بدائع صنائع کے حوالہ سے لکھا جا چکا ہے کہ تکبیرات کے بعد جو کچھ پڑھنا ہے اس میں جہر نہیں ہے۔ نیز اس پر اجماع امت ہے ائمہ اربعہ بھی جہر کے قائل نہیں ہیں حرمین شریفین میں جو جنازے پڑھے جاتے ہیں ان میں جہر نہیں ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اس اجماع میں شامل ہیں۔

خود جوہر صاحب کی پیش کردہ دلیل حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں **مخافتہ** کا لفظ موجود ہے اور جو کچھ فقہ حنفیہ کا معمول بہا مسئلہ ہے اسے امام ابوحنیفہ کا مسئلہ سمجھنا چاہیے، درمختار میں لکھا ہے:

”یسر الکل الا التکبیر.“

(زیلعی درمختار ص644)

یعنی سوائے تکبیرات کے باقی امور آہستہ کرتے ہیں البتہ سلام جہر سے کرنے کا معمول ہے اور معمول بہ مسئلہ ہی فقہ حنفیہ شمار ہوتا ہے۔

جوہر صاحب کا سوال نمبر 3: امام صاحب سے باسند صحیح امام کا اونچی آواز سے تکبیرات سلام اور مقتدیوں کے لیے آہستہ پڑھنا ثابت کریں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اس مسئلہ پر اجماع امت ہے جس میں امام صاحب شامل ہیں علیحدہ دلیل مانگنا فضول ہے اور یہی مسئلہ فقہ حنفیہ کا معمول بہا ہے اور معمول ہی

مسئلہ کی حقانیت کی دلیل ہے یہ مسئلہ فقہ حنفیہ کا ہی ہے۔

جوہر صاحب کا سوال نمبر 4: امام صاحب سے مطلق طور کسی مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت باسند صحیح پیش کریں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری میں باسند یہ روایت موجود ہے حضرت شریق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کنا فی جنازة ومعنا سفیان الثوری وابن شبرقه وابن ابی لیلیٰ وابوحنیفة رحمهم الله ...... الخ''

(ص17)

نیز اسی کتاب میں ہے:

" حدثنی احمد بن عیسیٰ قال مر ابوحنیفه علی بغلة یتبع جنازة."

(ص71)

جوہر صاحب کا سوال نمبر 5: باسند صحیح امام صاحب سے نماز جنازہ کی سنتیں، فرائض اور مستحبات کی تقسیم ثابت کریں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: فقہ حنفیہ کی مشہور ومتداول کتاب ''نور الایضاح'' وغیرہ میں لکھا ہے:

''الصلوة علیه فرض کفایة وارکانها التکبیرات والقیام وشرائطها سنة اسلام المیت وطهارته وتقدمه او حضوره اکثر بدنه او نصفه مع راسهٖ وکون المصلیٰ علیها غیر راکبٍ بلا عذر وکون المیت علی الارض فان کان علی دابة اوعلیٰ اهدی الناس لم تجز الصلوة علی المختار الا من عذر وسننها اربع قیام الامام بحذاء

صدر المیت ذکراً کان اوانثی والثناء بعد التکبیرة الاولیٰ والصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم بعد الثانیه والدعا للمیت بعد الثالثه .''

(نورالایضاح ص135)

یہ طریقہ تمام کتب حنفیہ میں لکھا ہےاور یہی معمول بہا ہےاور یہی امام صاحب ااور اس کے مقلدین کا مذہب ہے۔

جوہر صاحب کا سوال نمبر6: باسند صحیح امام صاحب سے جہری نماز جنازہ کی نفی ثابت کریں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جوہر صاحب کے اس سوال سے مجھے بریلویوں کا سوال یاد آ گیا ان کو جب دلائل دیے جاتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد مخصوص طریقہ والی دعا ثابت نہیں ہےتو وہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں دعا کی نفی دکھاؤ! کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا سے منع فرمایا ہے؟ یہ سوال خود بریلویوں والا ہے ویسے ہمارے اکابر پر سابقہ اوراق میں جوہر صاحب نے جو الزام تراشی کی ہے وہ بھی بریلویوں کی کتابوں سے سرقہ کیا ہے جب نماز جنازہ آہستہ پڑھنے پر پوری امت کا اجماع ہےتو جہر کی خود بخود نفی ہوگئی نفی کی مزید دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہی!!!

جوہر صاحب کا سوال نمبر7: امام صاحب سے باسند صحیح ثابت کریں کہ انہوں نے کہا ہو کہ میری تقلید کرو؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں بکثرت حکم فرمایا ہے کہ نہ جاننے والے؛ جاننے والوں کی اتباع اور پیروی یعنی تقلید کریں اور تقلید اسی چیز کا نام ہے کہ ماہرین شریعت کی رہنمائی میں شریعت پر عمل کیا جائے اور ماہرین شریعت کی پہچان امت مرحومہ بہ تائید ایزدی خود کر لیتی

ہے اور ائمہ اربعہ کی مہارت شرعیہ پر اجماع امت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کبھی بھی گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی اور عصر ہذا میں ایک معین امام کی تقلید اسی لیے ضروری ہے تاکہ اتباع قرآن وحدیث کے نام پر اتباع نفس نہ بن جائے۔ جس طرح ایک مریض کے حصول صحت کے لیے کسی ایک ماہر فن ڈاکٹر کا علاج ضروری ہے اسی طرح امتی کے لیے سلامتی کی راہ یہی ہے کہ ماہر فن لوگوں میں سے کسی ایک معین ماہر کی پیروی کریں خیر القرون میں اتباع نفس کا اتنا رجحان نہ تھا، جتنا اب ہے۔

جوہر صاحب کا سوال نمبر 8: امام صاحب سے باسند صحیح ثابت کریں کہ فروعات میں میری تقلید کرو؟ عقائد میں میری تقلید چھوڑ کر ابوالحسن اشعری اور ابومنصور ماتریدی کی تقلید کرو؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جس شخص نے جس فن میں مہارت حاصل کی ہے اور اس کی مہارت ومحنت مدون ہو کر ہم تک پہنچی ہے ہر فن کے ماہر پر اعتماد کر کے اس کی پیروی کرنی ہے فروعات میں امام صاحب کی محنت ومہارت نے شہرت حاصل کی، عقائد میں امامین موصوفین نے مہارت حاصل کی، کسی نے قرأت میں مہارت حاصل کی، کسی نے حدیث کی جمع وتدوین میں مہارت حاصل کی، تو کسی نے اسماء الرجال میں محنت کی ......تو ہر فن کے ماہر کی بات پر اعتماد کرنے کو یہ نام دینا کہ ایک کی بات چھوڑ کر دوسرے کی کیوں مانی؟ پرلے درجے کی حماقت ہے۔ کیا غیر مقلدین حضرات حدیث تو بخاری کی لیتے ہیں اور قرأت قاری حفص کی پڑھتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ انہوں نے بخاری کی قرأت کو چھوڑ کر قاری حفص کی قرأت کو لیا ہے؟؟؟

جوہر صاحب کا سوال نمبر 9: کسی ثقہ امام سے باسند صحیح امام ابوحنیفہ کا ثقہ ہونا ثابت کریں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: امام صاحب کی ثقاہت وفقاہت پر تو اجماع ہے لیکن جوہر صاحب نے ہدایت کو ٹھکرانے کا پروگرام بنا رکھا ہے خیر ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

" اخبرنا عمر بن ابراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن عطيه قال سمعت يحيیٰ بن معين يقول القراة عندی حمزه والفقه فقه ابی حنيفة علی هذا ادركت الناس وبهٰذا الاسناد .قال سئل يحيیٰ هل حدث سفيان عن ابی حنيفة؟ قال نعم! كان ابوحنيفة ثقة صدوقاً فی الحديث والفقه مامونا علی دين الله."

(اخبار ابی حنفیہ واصحابہ ص80)

جوہر صاحب کا سوال نمبر 10: اس سوال میں جوہر صاحب نے ہمارے بعض اکابر کے تواضع کے کلمات کو لے کر اعتراض کیے حالانکہ تواضع تو محمود صفت ہے اچھا جواب یہ ہے کہ بخاری میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لم يكذب ابراهيم الا ثلاث."

جوہر صاحب اس حدیث کی شرح فرمائیں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی طرف سے وہی جواب ہوگا۔ نیز جوہر صاحب نے تذکرۃ الرشید کے حوالے سے ایک نکاح کا ذکر کیا ہے اور بندہ عاجز سے اس نکاح کی شرعی حیثیت پوچھی ہے جواباً گزارش ہے کہ یہ نکاح عالم خواب میں ہوا اور عالم خواب میں ہونے والے واقعات کی شرعی حیثیت پوچھنا پرلے درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔

فائدہ نمبر 1: جوہر صاحب کے سوالات درحقیقت سوالات کہلانے کے لائق نہیں ہیں بلکہ ذہنی انتشار پیدا کرنے کے لیے ہیں انہوں نے ایسے سوالات کا اختراع کیا ہے تاہم بندہ نے جوابات دے دیے ہیں۔

فائدہ نمبر 2: جوہر صاحب نے اپنے علمی سوالات کو بندہ عاجز پر قرض قرار دیا ہے

جب کہ بندہ قرض رکھنے کا عادی نہیں ہے لہٰذا بندہ نے قرض اتار دیا۔ اپنی امانت سنبھال کر رکھنا غصہ میں برسنا شروع نہ کر دینا!

فائدہ نمبر 3: جوہر صاحب نے اپنے سوالات کے تحت لکھا ہے **تلک عشرۃ کاملۃ** بندہ کہتا ہے **عشرۃ بعشرۃ**۔

فائدہ نمبر 4: جوہر صاحب نے لکھا ہے ہم جواب کے منتظر رہیں گے جوہر صاحب انتظار کی گھڑیاں ختم۔

فائدہ نمبر 5: بندہ نے 26 ربیع الاول کو جواب لکھنا شروع کیا اور 5 ربیع الثانی 1425ھ کو جواب مکمل کیا ہے۔ الحمدللہ۔

فائدہ نمبر 6: بندہ عاجز کے اکیس سوالات اس کے ہمراہ روانہ ہیں مہربانی فرما کر جس ترتیب سے بندہ نے جواب لکھا ہے اسی ترتیب سے جواب لکھیں۔ مجھے آپ لوگوں سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سننے کا بڑا شوق ہے اگر آپ نے میرے اور میرے اکابر پر الزام تراشی اور کیچڑ اچھالی کرنی ہے یا کوئی اور سوالات کرنے ہیں یا میرے جوابات پر غم وغصہ نکالنا ہے تو بے شک نکالیں لیکن میرے سوالات کے جوابات میں قطعاً ان کو شامل نہ کریں۔ علیحدہ کاغذ پر جو مرضی آئے لکھیں لیکن میرے سوالات کے جوابات صرف اور صرف حدیثوں سے لکھیں ان میں کوئی اور بات شامل نہ کریں! اگر آپ نے احادیث میں ملاوٹ کی تو یہ آپ کی شکست تصور ہوگی۔ مہربانی فرما کر شکست خوردہ لوگوں کی روش نہ اپنائیں صرف اور صرف حدیث لکھیں ...... حدیث لکھیں ...... حدیث لکھیں!!! جن سے بندہ کے سوالات کے جواب آجائیں۔ بہت بہت شکریہ!

فقط......والسلام ابواحمد نور محمد قادری تونسوی